جامعہ مدنیہ لاہور کا ترجمان

علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

# انوارِ مدینہ
لاہور

بیاد
عالمِ ربانی محدّثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ
بانی جامعہ مدنیہ

نگران
مولانا سید رشید میاں مدظلہ
مہتمم جامعہ مدنیہ، لاہور

ذیقعدہ
۱۴۱۹ھ

مارچ
۱۹۹۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

# انوار مدینہ

جلد : ۷

ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ ـ مارچ ۱۹۹۹ء

شمارہ : ۶

مدیر

سیّد محمود میاں

مدرس و نائب مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور

بدلِ اشتراک

| | | |
|---|---|---|
| پاکستان فی پرچہ ۱۲ روپے ـ ـ ـ ـ ـ | سالانہ | ۱۲۰ روپے |
| سعودی عرب، متحدہ عرب امارات دبئی | " | ۵۰ ریال |
| بھارت، بنگلہ دیش ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ | " | ۶ امریکی ڈالر |
| امریکہ افریقہ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ | " | ۱۶ ڈالر |
| برطانیہ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ | " | ۲۰ ڈالر |

○ اس دائرہ میں سُرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ ماہ . . . . سے آپ کی مدتِ خریداری ختم ہوگئی ہے، آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ . . . . . . ارسال فرمائیں۔

ترسیلِ زرو رابطہ کیلئے دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

کوڈ....۵۴ فون ۲۰۱۰۸۶-۷۷۲۳۲۷۳-۷۷۲۹۶۹۱

فیکس نمبر ۷۷۲۶۷۰۲-۴۲-۹۲

○

سید رشید میاں طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا۔

## اِس شمارے میں



رابطہ: دفتر کراچی

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہٗ، خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی

انڈیا میں رابطے کے لیے

حضرت مولانا سید رشید الدین صاحب حمیدی مدظلہ العالی، مہتمم مدرسہ شاہی مرادآباد یو۔پی۔انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد

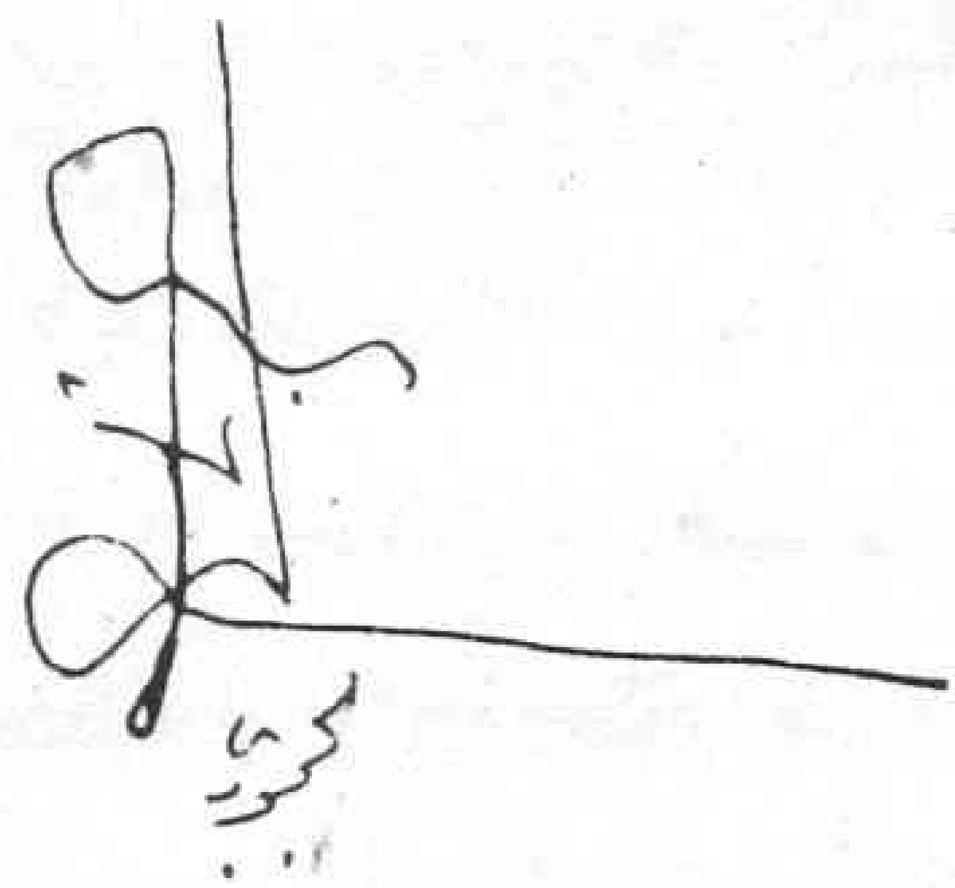
جمعیۃ علماء اسلام کے بلوچستان میں سینئر صوبائی وزیر جناب مولانا امیر زمان نے ۲۱ فروری کو اپنے ایک انٹرویو میں اعلان کیا کہ "بلوچستان کی صوبائی حکومت نے قانون سازی کے ذریعہ ۳۵۲ قوانین ہیں سے ..۱ سے زائد قوانین کو اسلام کے مطابق بنا دیا ہے۔ نیز سود کو حرام قرار دیتے ہوئے صوبہ میں اس پر پابندی عائد کر دی ہے۔ پانی کے بلوں پر سرچارج کو خلافِ اسلام قرار دیتے ہوئے ختم کر دیا گیا ہے۔ قصاص و دیت کا قانون نافذ کر دیا گیا ہے، جبکہ کلاشنکوف سمیت تمام معیاری اسلحہ کے لائسنسوں کے جاری کرنے پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ مہنگائی پر کنٹرول کے لیے تمام سیاسی جماعتوں کے ارکان کو فنانس کمپنی میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ قانون سازی کے ذریعے صوبائی حکومت کی طرف سے دیے جانیوالے "پچھلے اور نئے" تمام قرضوں پر سود ختم کرتے ہوئے اسے امداد کا نام دیا گیا ہے اور وفاقی حکومت سے بھی بلوچستان کے ذمّے واجب الادا قرضوں پر سود ختم کرنے کی استدعا کی گئی ہے۔ قانون سازی کے نتیجہ میں وزیر اعلیٰ بھی کسی کے خلاف مقدمہ واپس نہیں لے سکیں گے۔ انھوں نے کہا کہ اسلام کا نفاذ جمعیۃ علمائے اسلام کا مرہون منت ہے"۔

یہ پُرمسرّت خبر ۲۲ فروری کے قومی اخبارات میں بھی جلی سُرخیوں سے شائع ہوئی۔ خدا کا شکر ہے پچاس سالہ طویل سیاسی جدّوجہد کے بعد جمعیت علماءِ اسلام اپنے منشور میں کیے گئے وعدوں کے مطابق صوبہ بلوچستان میں اپنی بساط کے مطابق بہت سے اسلامی قوانین کے عملی نفاذ میں کامیاب

ہوگئی۔ قیام پاکستان کے وقت مسلمانوں سے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ یہاں اللہ اور رسول کا قانون نافذ کیا جائے گا اور پاکستان کا مطلب کیا "لاالہ الا اللہ" کا نعرہ لگایا گیا جس کے نتیجہ میں لاکھوں مسلمان قربان ہوگئے ہزاروں عورتیں اور خاندان بے آبرو ہوگئے۔ لاکھوں مسلمان اپنا کاروبار گھر بار چھوڑ کر پاکستان آگئے ان سے کیا گیا اسلامی نظام کا وعدہ پورا نہ کیا گیا بلکہ اس کے مقابلہ میں فرنگیوں کا بنایا ہوا ظالمانہ نظام مسلم قوم پر مسلّط کر دیا گیا جس میں بے چارے مظلوم کے لیے مزید بیچارگی اور ظالم کے لیے مزید چھوٹ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ علماء حق مسلسل اس ظالمانہ نظام کے خلاف جدّ وجہد کرتے رہے قربانیاں دیتے رہے جس کے نتیجہ میں اَب تک اسلامی نظام کی خاطر جامِ شہادت نوش کرنے والے علماء اور اُنکے پیروکاروں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ چکی ہے جبکہ مختلف مواقع اور تحریکوں کے دوران جیلیں کاٹنے والے علماء طلبا اور مذہبی طبقہ سے تعلّق رکھنے والے لاتعداد ہیں انہی کی قربانیوں کے نتیجہ میں آج یہ یوم سعید دیکھنے میں آیا ہے کہ ہمارے ملک کے صوبہ بلوچستان میں علماء اس مقام پر پہنچ گئے ہیں جہاں کسی درجہ میں فرنگی کفریہ قانون کی جگہ اللہ کے اُتارے ہوئے فطری قانون کو نافذ کر کے خلقِ خدا کی خدمت کر سکیں۔۔۔

علماء کے اس تاریخی اقدام سے جہاں مسلمانوں میں مسرّت وشادمانی کی لہر دوڑ گئی ہے وہاں دوسری طرف مشرق و مغرب میں ہر جانب کُفر کی صفوں میں کھلبلی بھی مچ گئی ہے۔ کُفر کی ان قوتوں کو افغانستان میں طالبان کے خلاف اپنی عالمی سازشوں کو کامیاب ہوتا دیکھنے کے بجائے عقب سے رونما ہونے والی اس اچانک تبدیلی سے عالمی سطح پر شرمندگی سے دوچار ہونا پڑا اپنی اس سبکی پر یہود و نصارٰی اور اُن کے ایجنٹ یقیناً آگ بھبھوکا ہوکر اپنی تمام قوّت اسلامی نظام کو ناکام کرنے پر صرف کر دیں گے۔ لہٰذا اس نازک موقع پر پوری قوم اور سیاسی جماعتوں بالخصوص بلوچستان کے عوام اور مذہبی جماعتوں کو اپنی صفوں میں مکمّل اتّحاد پیدا کرنا چاہیے تاکہ اندرونی اور بیرونی الحادی قوّتیں ہماری کسی بھی کمزوری سے فائدہ نہ اُٹھا سکیں بلکہ پاکستان کی وفاقی حکومت کو بھی صوبہ بلوچستان میں جمعیت کے ساتھ بھرپور تعاون کرتے ہوئے وفاقی سطح پر بھی اسلامی نظام کو ملک میں فی الفور نافذ کر دینا چاہیے اس سلسلہ میں وفاقی حکومت بل وغیرہ پیش کرنے کے چکّر میں نہ پڑے بلکہ اسلامی نظریاتی کونسل کا مرتّب کردہ انتہائی قابلِ عمل اور مکمّل اسلامی دستور بلا چوں چرا نافذ کر دے۔ بلوچستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کی سعادت حاصل کرنے پر اکابرین جمعیت اور بلوچستان کے عوام بجا طور پر قابلِ صد مُبارک باد ہیں۔ اس انعامِ الٰہی پر پوری قوم بالخصوص

بلوچستان کے عوام کو بارگاہِ رب العزّت میں شکر کے نوافل ادا کرنے چاہییں کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے یہ روزِ سعید ہمیں اپنی زندگیوں میں دیکھنا نصیب کیا ہے این سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ اسلامی نظام کے نفاذ کے ابتدائی عمل کے ساتھ ہی ہر مسلمان پہ شرعی طور پہ اس کے استحکام اور دوام کا فرض بھی عائد ہوگیا ہے لہٰذا اس کی حفاظت اور استحکام نیز اس کے خلاف اُٹھنے والی ہر قوّت کو کچلنے کے لیے جانی مالی ہر قسم کی قربانی کے لیے ہمہ وقت تیّار رہنا چاہیے کیونکہ مسلمانوں اور اسلام کی عزّت اور آبرو کی حفاظت کی اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے۔



مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلهم

# درسِ حدیث

حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۲۴ سائیڈ اے ۲۶ اگست ۱۹۸۳ء

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیّدنا ومولانا محمّد وّ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین اما بعد

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَزَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِیْرِ خُمٍّ اَخَذَ بِیَدِ عَلِیٍّ فَقَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ قَالُوْا بَلٰی، قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِہٖ قَالُوْا بَلٰی، فَقَالَ اَللّٰہُمَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰہُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ فَلَقِیَہٗ عُمَرُ بَعْدَ ذَالِکَ فَقَالَ لَہٗ ھَنِیْئًا یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اَصْبَحْتَ وَاَمْسَیْتَ مَوْلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ [1]

حضرت برار بن عازب اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب غدیر خُم میں پڑاؤ ڈالا تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا : کیا تم نہیں جانتے کہ اہلِ ایمان کے نزدیک میں اُن کی جانوں سے زیادہ عزیز ہوں ؟ سب نے عرض کیا کہ جی ہاں جانتے ہیں، پھر فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ

---

[1] مشکوٰۃ ص ۵۶۵

میں ہر ایک مؤمن کے نزدیک اس کی جان سے زیادہ عزیز و محبوب ہوں؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ جی ہاں جانتے ہیں، اس کے بعد آپ نے فرمایا : لے اللہ جس کا میں دوست ہوں علیؓ اس کا دوست ہے۔ الٰہی تو اس کو دوست رکھ جو علیؓ کو دوست رکھے۔ اور تو اس شخص کو اپنا دُشمن قرار دے جو علیؓ سے دُشمنی رکھے، اس واقعہ کے بعد حضرت عمرؓ جب حضرت علیؓ سے ملے تو اُن سے کہا کہ اے ابنِ ابی طالب مُبارک ہو تم تو صُبح کے وقت بھی اور شام کے وقت بھی (یعنی ہر آن و ہر لمحہ) ہر مُسلمان مرد و عورت کے دوست و محبوب ہو۔

سیّدنا علی کرّم اللہ وجہہ کا اور آپ کے دورِ (خلافت) کے حالات کا ذکر تھا اُس میں یہ بات چل رہی تھی کہ آپ سے بغض رکھنے والے طبقہ کو خارجی کہا جاتا ہے اس طبقہ میں پہلے ہی سے ذہنی طور پر بغاوت آ چکی تھی کسی کی بات نہ سُننی اپنی بات کو بڑا درجہ دینا اپنی سمجھ پر چلنا صحابہ کرام سے نہ پُوچھنا یہ اس میں آ گیا، صحابہ کرام سے جو پوچھتے رہے وہ سب صیحح رہے حق پر رہے اور جنھوں نے صحابہ کرام کو چھوڑ دیا وہ غلط راستے پر رہے تو ان لوگوں نے اپنے خیال سے اور اپنے علم کے مطابق اپنی راہ بنالی اور عمل شروع کر دیا، سب سے پہلا قصہ تو یہ پیش آیا کہ جنگِ صِفّین میں جہاں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان لڑائی پیش آئی وہاں حضرت معاویہؓ اور اُنکے ساتھیوں کا پہلو کمزور ہوتا چلا گیا اور قریب تھا کہ فتح ہو جائے لیکن اُن لوگوں نے مشورہ کیا اور قرآن پاک کا واسطہ دیا کہ جنگ بند کرو اُس میں (حضرت علیؓ کی طرف کے) کچھ لوگوں کی رائے یہ ہُوئی کہ مان لی جائے بات اور جنگ بند کر دی جائے اور کچھ لوگوں کی رائے ہُوئی کہ نہیں لڑو اور لڑائی ہی ہمارا فیصلہ ہوگی جو خدا کر دے لڑائی کے ذریعے وہ سمجھنا چاہیے خدائی فیصلہ ہے اور دوسرے یہ کہ ہم حق پر ہیں تو لڑائی بند کیوں کریں، لیکن زیادہ تعداد اُن حضرات کی تھی جو لڑائی کو بند کرنا چاہتے تھے کم تعداد اُن لوگوں کی تھی جو لڑائی کو بند کرنا بہت ہی غلط سمجھتے تھے یہ بات ٹھیک تھی اب جب فیصلہ ایک ہو گیا تو پھر اگلا طریقہ کار یعنی گفتگو کا یہ سوچا گیا کہ ایک آدمی اِدھر سے اور ایک آدمی اُدھر سے دو آدمی جمع ہو کر آپس میں مشورہ کریں ـــــ اور جو وہ طے کر دیں فیصلہ کر دیں وہ سب کو منظور ہو گا اُن کے ساتھ کچھ کچھ ساتھی بھی رہے اس کو کہتے ہیں تحکیم یعنی حَکَم بنانا یہ اِن لوگوں کی سمجھ میں بالکل نہ آیا اور انھوں نے حضرت علیؓ

کے خلاف اپنی صف بندی جتھے بندی شروع کر دی، حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کا مدینہ منورہ میں خلافت کے بعد پہلا سفر تو بصرہ ہُوا پھر دوسرا سفر صفین ہُوا پھر وہ کوفہ آ گئے، کوفہ میں جو قیام ہُوا وہاں ان لوگوں نے جتھہ اور بڑھا لیا اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ خطاب فرماتے تھے تو یہ نعرے لگایا کرتے تھے اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ یہ جو فیصلہ اور حکم ہوتا ہے وہ تو اللہ ہی کا ہوتا ہے یہ جو تم نے اپنی طرف سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو مان لیا اور اُدھر سے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مان لیا یہ غلط کیا اور یہ جائز ہی نہیں اور جب خدا کے حکم پر نہیں چلے تو گنہگار ہوتے، گنہگار ہُوتے تو اطاعت فرض نہیں رہتی۔ پھر ان کے مزاج کی شدت اور آگے بڑھی اِنھوں نے کہا جو گناہ کرلے وہ اسلام میں ہی نہیں رہا لہٰذا مُسلمان ہی نہیں رہا نہ حضرت علی نہ حضرت معاویہ نہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم اجمعین اور اُن کا ساتھ دینے والے اِن کی نظر میں سب کے سب کافر ہو گئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آخری دَور کے جو چھ سال تھے اُن میں یہ لوگ پیدا ہُوئے اور اُن کے بھی خلاف تھے، اُن کو کہتے تھے کہ پہلے جو اِن کا دورِ حکومت تھا وہ ٹھیک تھا، لیکن آخر کے چھ سال جو تھے اِن میں وہ کافر ہو گئے تھے تو انھوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان دو حضرات کو مانا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کہا کہ چھ سال جو آخری تھے اُن میں وہ نہیں تھے مُسلمان حضرت علی، حضرت معاویہ، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم یہ سب کے سب اِسلام سے گویا اِن کے نزدیک نکلے ہُوئے تھے تو یہ نعرہ لگایا کرتے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کَلِمَۃُ حَقٍّ اُرِیْدَ بِھَا الْبَاطِلُ یہ نعرہ جو اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ کہ حکم وہی ہے جو خدا دے اور حکم کا حق خدا ہی کو ہے فیصلے کا حق خدا ہی کو ہے تو اُنھوں نے جواب میں فرمایا کہ کَلِمَۃُ حَقٍّ اُرِیْدَ بِھَا الْبَاطِلُ یہ صحیح بات ہے، مگر غلط جگہ استعمال کی گئی ہے، اُرِیْدَ بِھَا الباطِلُ مُراد اِس سے غلط ہے یہ لوگ جمع ہوتے رہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اطلاعات ملتی رہیں، لیکن اُنھوں نے فرمایا کہ ہم ان سے چھیڑ چھاڑ نہیں کریں گے تاوقتیکہ یہی لوگ ہم سے چھیڑ چھاڑ میں پہل نہ کریں اگر یہ پہل کرتے ہیں تو پھر ہم کریں گے ورنہ نہیں تو یہ نوبت آئی کہ اُنھوں نے چھیڑ چھاڑ کی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جوابی کارروائی کی یہ وہاں سے اور ہٹے اور ہٹتے ہٹتے نہروان تک آ گئے۔ نہروان پر پھر انھوں نے اپنی دوبارہ صف بندی کی اور بہت بڑا مجمع جمع ہو گیا ان کا، وہاں پر اور اس کے علاوہ اور جگہوں

پر بھی گفتگو ہوتی رہی سمجھاتے رہے ان کو ان کی سمجھ عجیب قسم کی تھی۔ مزاج میں تشدد تو اتنا تھا کہ ایک دم کافر بنا دیتے تھے لوگوں کو اور سمجھ ناقص تھی نہایت درجہ کی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو خیال آیا کہ میں جاؤں اِن سے بات کروں آخر ان کے ذہن میں کیا کیا اشکالات ہیں وہ سُنے جائیں اور جواب دیا جائے اِن کو، وہاں پہنچے تو اُنھوں نے کہا کہ پہلا اشکال تو یہ ہے کہ آپ نے دو آدمیوں کے ہاتھ میں کیسے فیصلہ دے دیا یہ خلافِ شرع ہے تو حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما نے انھیں فرمایا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی حج کو جا رہا ہو یا عمرہ پر جا رہا ہو۔ احرام کی حالت میں ہو وہ شکار کرلے کسی جانور کا اور حالت احرام میں شکاری جانور کا شکار منع ہے تو پھر اس کے بارے میں فیصلہ دو آدمی کریں گے۔ تو ایک خرگوش جس کی قیمت رُبع درہم ہو (مثال کے طور پر) چار آنے ہو، روپیہ کا چوتھائی ہو، اُس کے بارے میں دو آدمی فیصلہ دیں گے اور قرآن پاک میں ہے دوسری چیز قرآن پاک میں یہ ہے مثلاً اگر میاں بیوی میں جھگڑا ہو جائے فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِدھر والوں میں سے ایک ادھر والوں میں سے بھی ایک یہ دو آدمی بیٹھ جائیں، یہ فیصلہ کردیں تو اگر اس جھگڑے میں جو میاں بیوی کا ہے حَکَم مقرّر کیے جا سکتے ہیں شریعت نے بتائے ہیں۔ قرآن پاک میں آئے ہیں اور وہ خرگوش جس کی قیمت چار آنے ہیں اُس کے بارے میں بھی حکم آئے تو یہ جو اتنی جانیں ضائع ہو رہی تھیں ادھر سے بھی ادھر سے بھی جنگ ہو رہی تھی اِسے روکنے کی خاطر نہیں ہوگا چار آنے کے لیے کیا جائے گا اور میاں بیوی کے جھگڑے کو روکنے کے لیے حکم مقرّر کیے جائیں گے تو یہ جو فوجیں لڑ رہی تھیں اور خُون بہہ رہا تھا اُس کو روکنے کے لیے حکم نہیں مقرّر کیے جاسکتے تو اُنھوں نے کہا کہ ٹھیک ہے سمجھ میں آئی ہمارے یہ بات، ان سے پُوچھا کہ اور کیا اشکال ہے تمہارا اُنھوں نے کہا کہ ایک اشکال یہ ہے کہ جہاں جہاد ہوتا ہے تو جہاد میں مردوں کو غلام اور عورتوں کو باندی بنایا جاتا ہے اور جو مال آتا ہے وہ مال مالِ غنیمت ہوتا ہے وہ مال مجاہدین میں تقسیم کیا جاتا ہے تو آپ کا طریقہ یہ ہے کہ آپ اُن قیدیوں کو بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ عورتوں کو بھی چھوڑ دیتے ہیں اور مال بھی واپس کر دیتے ہیں تو یہ کیا طریقہ ہے، حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دیکھو تم لوگوں نے بصرہ میں جو لڑائی لڑی تھی اُس میں سامنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں اور وہ بالاتفاق بالاجماع اُم المومنین ہیں ماں ہیں تمہاری تو اَتَسْبُوْنَ اُمَّكُمْ عَائِشَةَ کیا تم اپنی ماں عائشہ کو قید کر سکتے ہو

اُنھیں باندی بنا سکتے ہو، اُنھیں قیدی بنا سکتے ہو؟ تو اِنھوں نے کہا یہ بات بھی آپ کی ٹھیک ہے ہماری سمجھ میں آگئی گویا اس طرح کے اشکالات جو تھے اُن کے جوابات دیئے حضرت ابن عبّاسؓ نے سمجھا سمجھا کر تو اُن میں سے چار ہزار آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف آگئے اور تائب ہوگئے۔ باقی پھر رہے اِسی طرح سے یہ لوگ ہزاروں کے قریب جمع تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہاں پھر وہی اعلان کر رکھا تھا کہ ہم پہل نہیں کریں گے جب تک وہ لوگ پہل نہ کریں۔ بصرہ میں جب پہلے بھی لڑائی ہُوئی ہے اُس میں بھی یہی اعلان کیا تھا، صِفّین میں جو لڑائی ہوئی ہے اُس میں بھی یہی اعلان کیا تھا، کوفہ کے قریب جب یہ جمع ہُوئے وہاں بھی یہی اعلان کیا تھا۔ یہاں جمع ہُوئے نہروان میں یہاں بھی یہی اعلان کیا۔ نہروان کا ایک واقعہ ایک عیسائی ذکر کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ میرا باغ تھا کھجوروں کا اور مَیں نے سور پال رکھے تھے۔ عیسائی تو پالتے ہَیں سُور، کہتا ہے کہ اُن خوارج کا لشکر جب وہاں سے گزرا تو خوارج کے ایک آدمی نے ایک کھجور اُٹھالی تو دوسرے نے منع کیا کہ یہ نہ اُٹھاؤ یہ جائز نہیں ہے وہ اُس نے پھینک دی، مَیں نے کہا کہ جو گری ہُوئی ہَیں وہ آپ اُٹھالیں میری طرف سے اجازت ہے اُن کے سارے ساتھیوں نے کہا اُس آدمی سے کہ نہیں نہیں ہم اس طرح سے کسی کی چیز لینی نہیں چاہتے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا دباؤ ہوگا یہ ناجائز ہوگا یہ ہوگا وہ ہوگا۔ اُنھوں نے بہرحال جو کھجوریں گری ہوئی تھیں وہ بھی نہیں اُٹھائیں اور گرے ہُوئے پھل کا فرق ہوتا ہے کچھ حکم بھی اس کا مختلف رکھا ہے شریعت نے نرم رکھا ہے حکم اس کا، اس نے بھی اجازت دی پھر یہ ہے کہ جہاں جو چیز بکثرت پیدا ہوتی ہے وہاں کوئی چیز گری ہُوئی اُٹھالے تو اس پہ کوئی گرفت ہوتی بھی نہیں جہاں سیبوں کے باغ قدرتی ہیں، پھل پیدا ہوتے ہَیں وہاں اسی طرح سے ہے وہاں کھجوریں اسی طرح کثرت سے تھیں، مگر ایک دانہ کھجور کا لینا پسند نہیں کیا، اُن خوارج کے لوگوں میں سے کچھ لوگوں نے دیکھا سُور ہے تو ایک آدمی نے تلوار نکالی کہ مَیں اس سُور کو مار دوں، کیونکہ سُور کو مارنا چاہیے۔ زندہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے ناپاک ہے تو دوسروں نے کہا نہیں نہیں ایسا نہیں کرنا یہ اس عیسائی کا ہے سُور اور ایک جاندار کو مارنا ایسے یہ تو ٹھیک نہیں ہے اور یہ فساد فی الارض ہوجائے گا اور قرآن میں ہے لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ زمین میں فساد نہ پھیلاؤ وہ عیسائی کہتا ہے کہ مَیں دیکھتا رہا اِن لوگوں کو تو ایک آدمی گزرے ایک سواری پر سوار تھے اور اُن کے

ساتھ اُن کی بیوی تھی۔ اُنھوں نے اُن سے پُوچھا آپ کون ہیں ؟ پھر اُن کو اُتارا ، عبداللہ بن خبّاب اُن کا نام ہے اُن سے کہنے لگے کہ حدیثیں سُنایئے ہمیں ، تو حدیثیں سُنیں۔ پھر اُن سے کہا کہ آپ کی عثمان اور علی (رضی اللہ عنہما) کے بارے میں کیا رائے ہے ؟ اُنھوں نے تعریف کر دی ان لوگوں کی شدّت کا یہ حال تھا کہ جو تعریف کرے وہ بھی گوارا نہیں تو اُنھوں نے کہا کہ اچھا پھر آپ بھی ایسے ہی ہیں مُسلمان نہیں ہیں اور اُن کو لب دریا شہید کر دیا اُن کی بیوی کو بھی شہید کر دیا اور بیوی حاملہ تھی تو گویا تین آدمیوں کو شہید کیا۔ وہ کہتا ہے نصرانی شخص مجھے تعجّب ہُوا اس بات پر کہ کھجور کا دانہ ان کے لیے ناجائز تھا وہ نہیں اُٹھایا۔ سُور کو مارنا فساد فی الارض تھا اور تین جانیں اِنھوں نے ایسے لے لیں، اُن کا خون جو تھا وہ بہہ گیا دریا میں بہتا ہُوا اُنھوں نے دیکھا اور خباب بن اَرَتؓ رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جنھیں انگاروں پر لٹا دیا گیا تھا اور اُن کی کمر جل گئی اور چربی نکل آئی وہ کوفہ میں رہا کرتے تھے اِس وقت تک وہ حیات تھے اہلِ بدر میں سے ہیں عبداللہ اُن کے بیٹے تھے جن کا یہ قصّہ پیش آیا جب ان لوگوں نے یہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ان پر حملہ کیا جائے پھر حملہ کیا وہ حملہ بہت کامیاب رہا اُن میں سے کوئی بچا ہی نہیں تقریبًا سب ہی ختم ہو گئے کوئی اِکّا دُکّا بچ گیا ہو تو بچ گیا ہو ورنہ کوئی بچ بھی نہیں سکا۔ اِسی کے بارے میں آتا ہے کہ اُس وقت کوئی آدمی آیا نجومی اور اُس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس وقت آپ حملہ نہ کیجیے اس سے بڑا نقصان ہو جائے گا آپ کا ، جیت نہیں سکیں گے آپ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَکَفَرْتُ بِالنُّجُوْمِ خُدا پر ایمان رکھتا ہوں اور ستاروں کا تو میں انکار کرتا ہوں اللہ جو چاہے وہ ہو گا حکم دیا اور لڑے اور کامیاب ہُوئے ان لوگوں کی حالت کیا تھی حالت یہ ہوتی تھی کہ دوسرا آدمی بڑا دھوکہ کھائے۔ نماز یہ پڑھتے تھے۔ نماز بھی لمبی پڑھتے تھے اور ذکر و شغل بڑا کرتے رہتے تھے۔ قرآن پاک کی تلاوت بڑی کرتے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب یہ کارروائی کی اور اُس میں یہ نتیجہ نکلا کہ بالکل صفایا ہو گیا اِن کا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے خبر دی اور یہ ان کے بارے میں آیا ہے کہ حُدَثَاءُ الْاَسْنَانِ نوعمر ہوں گے سُفَہَآءُ الْاَحْلَامِ عقل کے بہت خراب ہوں گے ________ عقل کے اعتبار سے نہایت ناسمجھ سَفِیۡہٌ کہتے ہیں

ناسمجھ کو اُن کی عادت یہ تھی کہ قرآن پاک بہت تلاوت کرتے رہتے تھے بہت پڑھتے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بتلایا تھا کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے اور اُن سے تمہاری لڑائی ہوگی اور اُن کی علامت یہ ہوگی کہ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ وہ دین کے پار جاچکے ہوں گے داخل ہوں گے دین میں اور جیسے تیر پار نکل جاتا ہے ویسے وہ پار نکل چکے ہوں گے۔ پھر نشانی اُن کی بتلائی جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ اُن میں ایک آدمی ہوگا اُس کے دونوں بازوؤں میں سے ایک بازو ایسے ہوگا جیسے عورت کا پستان ہوتا ہے اس طرح سے اور تَدَرْدَرُ وہ حرکت کرتا ہوگا نرم ہوگا جیسے نرم گوشت حرکت کرتا ہے اس طرح سے یہ اُس کی علامت ہے تو انھوں نے فرمایا کہ دیکھو ان لوگوں میں تلاش کرو وہ آدمی مل جائے گا۔ لوگوں نے تلاش کیا اور کہا کہ نہیں ہے: فرمایا پھر تلاش کرو۔ پھر نہیں ملا پھر اُنھوں نے فرمایا کہ نہیں تلاش کرو اور اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ مَاکَذَبْتُ وَلَاکُذِبْتُ یہ نہ مَیں نے جھوٹ بولا ہے نہ مجھے جھوٹ بتلایا گیا ہے۔ دونوں باتیں صحیح ہیں یہ فرمایا کہ اگر یہ نہیں ہے تو قَتَلْتُمْ خَیْرَ النَّاسِ پھر تو تم لوگوں نے بہترین لوگوں کو مار دیا کہ وہ قاری بھی تھے وہ عبادت گزار بھی تھے یہ بھی تھے، اگر وہ آدمی ملتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم نے صحیح مارا اُن کو مارا جن کے بارے میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بتلایا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ لَئِنْ اَدْرَکْتُھُمْ لَاَ قْتُلَنَّھُمْ قَتْلَ عَادٍ میں اگر اُن کو پالوں تو مَیں اُن کو ایسے ماردوں گا جیسے عاد برباد ہوگئے تھے ایسے اُنھیں برباد کروں گا، وہ زمانہ نہیں تھا اس کام کا تو آپ نے نہیں کیا۔ بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دَور کے بارے میں خبر دی تو یہ روایت ہر جگہ ہے۔ بخاری شریف میں بھی ہے اور جگہ بھی ہے یہی روایت ذوالثُّدَیَّہ والی کہلاتی ہے تو پھر تلاش کرتے کرتے ایک جگہ سے وہ مل گیا کسی جھاڑی میں یا کسی گڑھے میں ملا وہ اس لاش کو جب دیکھا اور پتہ چلا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سجدہ میں گر گئے کہ یہ ہماری لڑائی جو تھی یہ غلط نہیں تھی بلکہ صحیح تھی، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یہ سُنا اور مَیں خود اُس میں شامل تھا ـــــ اور مَیں نے خود اُس آدمی کو دیکھا ہے وہ اُسی حلیہ کا تھا جو حلیہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بتلایا تھا تو اب یہ طبقہ ایک پیدا ہوگیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف کام کرتا رہا کبھی گھٹ گیا کبھی بڑھ گیا کبھی کچھ ہوگیا، لیکن ان کو کسی نے بھی

نہیں چھوڑا، بنو اُمیّہ نے بالکل نہیں چھوڑا، پتہ چلتا کہ فلاں جگہ خارجی ہیں مار دیتے تھے اسی طرح سے بنوعبّاس کے دَور میں یہ بار بار سر اُٹھاتے رہے اور مارے جاتے رہے ان کے نظریات بڑے خراب ہیں یہ معاذاللہ حضرت علی رضؓ کو کہتے ہَیں کہ یہ مسلمان ہی نہیں ہُوئے تھے وہ تو ابوطالب کے مذہب پر رہے تھے اور پتہ نہیں کیا کیا خرافات اُن کے عقائد کے اندر داخل ہَیں جیسے شیعوں کی خرافات ہیں۔ اسی کے بالمقابل خرافات ان لوگوں کے ذہن میں بھی ہیں۔ اب کہیں کہیں یہ موجود ہَیں مسقط وغیرہ کی طرف لیکن ان کا زور یا اجتماعیت یہ نہیں ہے اور اس طرح کہ لوگ یہاں ہمارے پاکستان میں بھی پھیلے ہَیں کچھ لوگوں نے ایسی کتابیں لکھنی شروع کر دیں۔ یزید کی تعریف شروع کر دی اور مقصد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو گرا کر کم تر کر کے اِن کی بالمقابل سائیڈ کو چمکانا یہ ایک طریقہ ہے۔ مقصد یہ ہَے کہ ان حضرات کو نقصان پہنچایا جاتے چاہے۔ اُن خارجیوں کی تعریف ہو یا نہ ہو تو یہ فکر چلا آ رہا ہے۔ آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتلایا تھا کہ دو طبقے تمہاری وجہ سے ایسے ہو جائیں گے جیسے حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی وجہ سے پیدا ہُوئے۔ اُن کی ذات پر بھی اسی طرح کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ خُدا کے بیٹے ہَیں اور یہودیوں نے کہا کہ نہیں حتّٰی کہ اُنھوں نے اُن کی والدہ ماجدہ پر تہمت لگائی اِسی طرح سے تمہارے ساتھ ہوگا تو محبّت کا زیادہ دعوٰی کرنے والے بھی پیدا ہُوئے وہ تو شیعہ ہو گئے۔ اور عداوت ظاہر کرنے والے بھی پیدا ہُوئے وہ خوارج ہو گئے، ان کی بھی کئی قسمیں ہیں، خارجی، ناصبی وغیرہ وغیرہ۔

خوارج کی ان سب قسموں کے پیشِ نظر جو چیز رہتی ہَے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت ہے جو مقدم ہوتی ہے ان لوگوں کے نزدیک، ساری قسموں میں یہی ہَے جیسے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہاں فرمایا کہ تمہاری ذات پر وہ لوگ اس طرح کی چیزیں الزام کے طور پر عائد کریں گے کہ جو تم میں نہیں ہوں گی اور دوسری قسم کے لوگ تعریف میں ایسی ایسی چیزیں ثابت کریں گے کہ جو تم میں نہیں ہوں گی تو اُن میں سے بعض کہہ رہے ہیں کہ حضرت علی رضؓ پر وحی آرہی تھی فرشتے کی غلطی سے دوسری طرف چلی گئی۔ بعض کہتے ہَیں کہ حضرت علی رضؓ کے اندر خدا حلول کیے ہُوئے تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھے ان حضرات سے محبّت دے اور آخرت میں ان کے ساتھ محشور فرمائے۔
(آمین)

# بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ رضی اللہ عنہم

اصحابِ محمدؐ حق کے ولی ۔۔۔ بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ
یارانِ نبیؐ میں سب سے جلی ۔۔۔ بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ
وہ شمعِ حرم کے پروانے ۔۔۔ وہ ختمِ رُسُل کے دیوانے
بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ ۔۔۔ بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ
اِسلام نے جن کو عزت دی ۔۔۔ اِسلام کو قوت جن سے ملی
ایمان کی روایت جن سے چلی ۔۔۔ بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ
ترتیبِ خلافت بھی ہے یہی ۔۔۔ ترتیبِ فضیلت بھی ہے یہی
لگتی ہے یہی ترتیب بھلی ۔۔۔ بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ
ان چاروں کی خوشبو پھیلے گی ۔۔۔ یہ خوشبو ہر سُو پھیلے گی،
گونجے گا یہ نغمہ گلی گلی ۔۔۔ "بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ"
یہ لوح و قلم کی زینت ہے ۔۔۔ یہ کتبہ حرم کی زینت ہے
لکھ شاہ نفیسؔ بخطِ جلی ۔۔۔ "بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ"

○

ناچیز: نفیس الحسینی ۔۔۔ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ

مرسلہ: مولانا تنویر احمد صاحب شریفی

# شیخ الاسلام مولانا سید حُسین احمد مَدَنی رحمہ اللہ
# اور
# تعمیرِ سیرت

حضرت مولانا مفتی ظفیر الدّین صاحب مدظلہم دار العلوم دیوبند

حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رح کی زندگی سراپا مجاہدہ و ریاضت تھی اور آپ کی طبیعت میں اسلام رچ بس گیا تھا۔ خود بھی احکام اسلام کے شیفتہ تھے اور اپنے عقیدت مندوں اور وابستوں میں بھی یہی جذبات پیدا کرتے تھے، ایک دفعہ ایک مرید نے لکھا کہ وظائف میں شرم محسوس ہوتی ہے، اور جھجھک پیدا ہوتی ہے۔ حضرت والا نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا۔

احوال مندرجہ سے بہت تعجّب ہوا۔ دُنیا کا طلب گار ہو تو دُنیا کی طلب میں ذرا بھی جھجک نہیں کرتا اور بغیر شرم و حیا کے دن رات سرگرم رہتا ہے مگر خُدا کا طالب شرم کرے کہ لوگ مضحکہ اُڑائیں گے۔ کس قدر تعجّب کی بات ہے۔ اگر آپ کو یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی محبوب حقیقی ہے اور اس کے علاوہ سب فانی اور بیکار ہیں تو یقیناً اس راہ میں سب چیز کو فدا کرنا ضروری سمجھیے۔ . . یہ آپ کی انتہائی خام خیالی ہے معلوم ہُوا کہ نہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے حقیقی محبّت ہے، نہ آخرت پر پُورا یقین و ایمان ہے، یہ سب شیطانی اور نفسانی وسوسے ہیں۔

جز یادِ دوست ہرچہ کنی ضائع است  جز سرِ عشق ہرچہ خوانی بطالت است
سعدی بشو لوح دل از نقش غیرِ حق  علمیکہ راہ حق نہ نماید جہالت است

اس گرامی نامہ بلکہ ہدایت نامہ کا ایک ایک جملہ بار بار پڑھیے کہ حضرت والا پر یہ سُن کر کیا کیفیت طاری ہُوئی کہ ذکر میں شرم محسوس ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ ایمان و ایقان اور حقانیت کی ایک زندہ تصویر ہے جسے ایک مُسلمان کے نامناسب جملہ نے جھنجھوڑ دیا ہے، وہ حیرت زدہ ہے کہ ایک مسلمان کیا کہہ رہا

ہے، کیا ایمان وایقان کے ساتھ ذکر اللہ کے سلسلہ میں ایسا جملہ زبان قلم پر آسکتا ہے، چنانچہ پوری قوت سے تحریر فرماتے ہیں کہ جو آپ کے جذبات ہیں وہ شیطانی اور نفسانی ہیں ——————

—————— ابھی آپ کے قلب میں ایمان و یقین کی وہ کیفیت جاگزیں نہیں ہوئی ہے جو راہ حق میں انسان کو سرگرداں رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے تعلق کے سوا اس میں کوئی اور بات راسخ نہیں ہوتی، چنانچہ سمجھاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی محبوب حقیقی ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے سب فانی اور بیکار ہے۔ اس لیے اپنا تن من دھن سب اسی پر قربان کر دینا چاہیے اور پھر فخر محسوس کرنا چاہیے کہ مری زندگی کچھ کام آئی۔

اس تحریر میں ان تمام مسلمانوں کے لیے سبق ہے جو دُنیا کے کاروبار میں شرم نہیں کرتے۔ اس میں سب کچھ ہار دینے کے لیے تیار رہتے ہیں مگر خدا اور خدا کے دین کے لیے کچھ کرتے شرم محسوس کرتے ہیں اور میدان میں آنے کے بجائے گھر میں مُنہ چھپا کر بیٹھتے ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام رح اتنا لکھ کر بھی مطمئن نہیں بیٹھتے بلکہ آگے تحریر فرماتے ہیں۔

جو رکاوٹیں آپ کو ذکر میں پیش آرہی ہیں۔ وہ سب شیطانی ہیں، حقیقی علم اور سچا عزم پیدا کیجیے۔ ورنہ عمر ضائع کرنا اور پھر کفِ افسوس ملنا ہے۔ موت کا وقت کسی کو معلوم نہیں ہے۔ کہیں خالی ہاتھ نہ جانا پڑے۔

دیکھ رہے ہیں غیرتِ ایمانی کا تقاضا، ایک جملہ نے سمندر میں طغیانی پیدا کر دی ہے، وہ ایسا جوش میں آگیا ہے کہ تلاطم میں سکون پیدا ہونے کا نام نہیں لیتا۔ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ دین کے ساتھ حضرت والا کی وابستگی اور تڑپ کا کیا حال تھا اور آپ کے جذبات مسلمانوں کے لیے کیا تھے۔ مختلف انداز میں ایک غافل انسان کو غفلت سے بیدار کر رہے ہیں کہ وہ چونکے، اپنے منصب و مقام کو سمجھے اور محسوس کرے کہ اس کے اس طرح کے جذبات غیر دینی ہیں۔ پھر موت کو ایسے وقت میں یاد کرنا چاہیے کہ کتنے دن اور جینا ہے۔ اور اگر کوئی بات سمجھ میں آوے تو پھر اس کے لیے جان کی بازی تک لگانے سے چوکنا نہیں چاہیے، ورنہ بعد میں کف افسوس ملنا ہوگا اور پچھتانا پڑے گا، مگر اس وقت کا افسوس کسی کام کا نہیں ہوگا۔

واقعہ ہے کہ انسان کے پیش نظر صرف خوشنودیِ باری تعالیٰ ہونا چاہیے اور اسی محور و مرکز پر

اسے چکر کاٹنا چاہیے، اس راستہ میں جو کچھ پیش آئے ہنسی خوشی برداشت کرنا چاہیے۔ دُنیا جائے عمل ہے جیسا کرے گا دوسری زندگی میں وہی سامنے آئے گا، آپ اپنے ایک خط میں دُنیا کے سلسلہ میں لکھتے ہیں۔

یہ دُنیا مسلمانوں کے لیے راحت و آرام کا گھر نہیں ہے، بلکہ ابتلا و امتحان اور مصائب و تکالیف کا گھر ہے الدنیا سجن للمومنین وجنۃ للکافرین ارشاد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ ہے بلکہ جو جس قدر مقرب خُداوندی ہے اس کیلئے حسب مرتبہ شدائد و تکالیف زیادہ ہیں۔ فرمایا جاتا ہے۔ اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل اس لیے مُسلمان حقیقت میں ان مصائب میں لذّت اور نعمت پاتا ہے۔

پھر حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ

اگر کسی دن مصیبت کا سامنا نہیں ہوتا تھا تو روتے تھے اور فرماتے تھے کہ معلوم ہوتا ہے کہ آج ہمارا محبوب حقیقی ہم سے خفا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑایئے اور عرض کیجیے کہ پروردگار عالم ہم کمزور ہیں ہم کو سنبھال اور ہم کو صابرین اور شاکرین کے زمرہ میں داخل فرما اور اپنی خوشنودی اور رضا نصیب فرما۔

یہ ہے اہل اللہ کا حال وہ دُنیا کے مصائب سے دل برداشتہ نہیں ہوتے۔ اُن کی نگاہ نتیجہ پر ہوتی ہے، وہ ان چھوٹی چھوٹی چیزوں پر نظر نہیں رکھتا بلکہ اس کے پیشِ نظر صرف رضائے الٰہی اور خوشنودی رب العزّت ہے، وہ اس کے لیے سارے جتن کرتا ہے۔ دوسروں کو بھی اسی کی تاکید کرتا ہے اس کی خواہش ہوتی ہے کہ ایک انسان جو کچھ کرے وہ سب خدا کے لیے کرے اس کی مرضی کے لیے کرے۔ اگر مصائب سے گناہ بخش دیے جاتے ہیں تو پھر یہ تو ایک خوشگوار نعمت ہے۔ اس پر واویلا کرنے کی ضرورت کیا بلکہ خوش ہونا چاہیے۔

چنانچہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

مرے محترم! مسلمان کو جو بھی صدمہ پہنچتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں کی معافی کا ذریعہ اور سبب بناتا ہے اس لیے یہ صدمات ذریعہ مغفرت ہیں۔ پھر یہ بچّے ماں اور باپ کے لیے عذاب آخرت سے نجات دلانے والے اور حجاب عن النار ہیں جیسا کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس ماں اور باپ کے تین بچّے مرجائیں تو وہ بچّے

ماں اور باپ کے درمیان اور دوزخ کے درمیان دیوار بن جائیں گے۔ پھر دو بچوں کے لیے بھی یہی فرمایا پھر ایک بچے کے لیے بھی ایسا ہی فرمایا، آپ کو اور اہلیہ محترمہ کو خوش ہونا چاہیے کہ عذاب آخرت سے بچاؤ کا بہت بڑا سامان مہیا ہو گیا۔

یہ ہے ... با خدا کے ایمان کی پختگی، کہیں سے کوئی بات جھلکی جس سے معلوم ہو کہ جو کچھ صدمہ پہنچا وہ قابلِ افسوس ہے۔ ہرگز نہیں، کیوں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان بزرگوں کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر پر پورا یقین ہے اور ایمان ہے، پھر آخرت کی نعمت دنیا کی نعمت پر ہزار ہا درجہ بڑھی ہوتی ہے، آخرت کے آگے ان حضرات کے یہاں دنیا کی کوئی حقیقت ہی نہیں، لہٰذا جہاں بھی آخرت کا سکون نظر آتا ہے دنیا کی مصیبت پر مسکرا دیتے ہیں اور بجائے غمگین ہونے کے خوش ہوتے ہیں۔ کاش عام مسلمانوں میں بھی یہی جذبات اُبھر آتے اور دل میں بھی آخرت پر وہی یقین واذعان حاصل ہو جاتا جو ایک مخلص مسلمان کا شیوہ ہونا چاہیے، پھر دیکھیے ان کا کیا حال ہوتا ہے اور یہ دُنیا میں کتنی خوش گوار زندگی گزارتے ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام رح سُنّت کے عاشق تھے اور کسی حال میں اس کی خلاف ورزی برداشت نہیں فرماتے تھے۔ فوراً ٹوکتے تھے، خواہ کوئی بھی ہو۔ کبھی بھی آپ نے اس سلسلہ میں کوئی رعایت جائز نہیں رکھی، چنانچہ جب معلوم ہوا کہ فلاں صاحب اولاد کی شادی میں قصداً تاخیر کر رہے ہیں تو آپ نے لکھا

حافظ . . . صاحب کے والد ماجد کی سخت خطا ہے اس زمانہ میں اولاد کی شادی سے روکنا انتہائی غلطی ہے نہایت سادگی سے اولاد کی شادی بالغ ہوتے ہی کر دینا اشد ضروری ہے، زیور جوڑے، جہیز، ولیمہ کے چکر میں نوجوان اولاد کو روکنا اللہ تعالیٰ کے مواخذہ اور اس کی پکڑ کا باعث ہے۔

پھر آپ نے بیہقی کی وہ دونوں حدیثیں نقل کی ہیں جن میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ جس کے بچہ پیدا ہو اس کا فرض ہے کہ وہ اس کا اچھا نام رکھے، اچھی تعلیم و تربیت کرے اور جب بالغ ہو جائے تو شادی کر دے، اگر ایسا نہیں کیا اور اس لڑکے یا لڑکی سے گناہ سرزد ہو گیا تو اس کا وبال اس پر آئے گا، پھر لکھتے ہیں۔

مولوی بشیر نے اگر تقاضا کیا ہے تو یہ اس کی صلاحیت کی بات ہے۔ وہ حرام سے بچنا اور تقوٰی چاہتا ہے، اس پر خوش ہونا چاہیے، اس پر خفا ہونا اور بے ادبی کا الزام

دینا غلطی ہے۔

ایک پاک باطن اور باخدا کی نظر کس قدر حقیقت بین ہوتی ہے اور صحیح مطالبہ کو غلط سمجھنے والوں کی گرفت کس طرح کرتی ہے۔ نہ اس میں رورعایت اور نہ لحاظ وخیال جو بات غلط ہے اسے علی الاعلان غلط کہنے سے ذرا بھی تامل نہیں ہے۔

واقعہ ہے کسی بالغ کا نکاح کا مطالبہ اس کی پارسائی کی دلیل ہے، نہ کہ یہ چیز باعث ننگ وعار ہے۔ غلط قسم کے ننگ و عار نے بڑے مصائب پیدا کر دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مُسلمانوں کو ان سے محفوظ رکھے، سُنّت پر عمل کی توفیق عطا کرے اور جو مسئلہ جس طرح شریعت میں ہے اس پر عمل کرنے کی جدوجہد کرائے کہ اس سے اسی کا مطالبہ ہے اور اسے یہی کرنا چاہیے۔

کیا عام مسلمان اس تحریر سے سبق حاصل کریں گے اور جائز مطالبہ کی اہمیّت محسوس کریں گے۔

یہ دُنیا جانتی ہے کہ شیخ الاسلام متبع سُنّت تھے، اس سے الگ ہونا ایک لمحہ کے لیے گوارا نہ تھا، چنانچہ ایک مرید نے جب آپ کی شان میں خط کے اندر تعریف کے کلمات لکھے تو آپ نے جواب میں اس پر گرفت کی اور لکھا۔

مجھ کو اس سے سخت صدمہ ہوتا ہے کہ آپ مادِحانہ کلمات لکھتے ہیں اور آپ اس سے تغافل برت رہے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مادحین کے لیے کس قدر سخت کلمات فرمائے ہیں اور ممدوحین کے لیے کس قدر خطرات ہیں جن پر آیات واحادیث روشنی ڈال رہی ہیں۔ اس سے آپ کو بہت زیادہ اجتناب چاہیے، اور سب سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ آپ اطراء مادح کرتے ہوئے ناجائز کلمات مثل خیر الاخیار، ذات نور علی نور، قبلہ وکعبۂ حاجات وغیرہ استعمال کرتے ہیں کس قدر غضب کی بات ہے کہ جس چیز کو ہم دوسروں کے لیے ناجائز بتلاتے ہیں جس سے ہم دوسروں کو روکیں اسی کو خود عمل میں لائیں۔۔۔ ایسی باتوں سے سخت احتراز کیجیے۔۔۔ الحذر الحذر

بغور ان کلمات کا مطالعہ کیجیے اور فیصلہ کیجیے کہ اہل اللہ اور پیرو سُنّت کی نگاہ کتنی بلند ہوتی ہے اور خامی کو کہاں کہاں سے پکڑتی ہے اور پھر کس قوّت کے ساتھ ان خامیوں پر تنبیہ کرتی ہے

پھر یہ بھی غور کیجیے کہ اپنی ذات کے سلسلہ میں کبھی کسی سے کوئی تعریف کا کلمہ پسند نہیں فرمایا، مدح کرنے والوں کو عام جلسوں میں اور عام مکتوبات میں وعیدیں سُنائیں۔ ان کو اس غلط طریقِ عمل سے ڈرایا منع کیا اور انجام پر غور کرنے کی تاکید کی۔

آہ ایک ہم لوگ ہیں کہ اپنی تعریف خود کرتے ہُوئے نہیں تھکتے اور پھر دوسروں سے بھی اپنی مدح سرائی کے خواہش مند رہتے ہیں اور اپنی تعریفیں سُن کر خوش ہوتے ہیں۔ ہمیں نہ وعید کا خیال آتا ہے نہ آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث یاد آتی ہے نفس موٹا ہو چکا ہے، جو نفس کہتا ہے اسی پر عمل پیرا ہیں، حالانکہ سوچنا چاہیے تھا کہ ہمارا یہ عمل سراسر غلط اور سُنّتِ نبوی کے خلاف ہے۔ اس سے ہم اپنے آپ کو ہر قیمت پر بچانے کی سعی کرتے۔ خدا کرے ان سطروں کو پڑھ کر بھی ہمیں اپنی غلطی کا احساس ہو اور ہم خوابِ غفلت سے چونکیں۔

حضرت شیخ الاسلام رح کو دین اور دینی تعلیم سے قلبی شغف تھا، جس قدر آپ کر سکتے تھے۔ لوگوں کو اس طرف توجہ دلاتے خود تو سراپا عمل تھے ہی، ایک صاحب کو لکھتے ہیں۔

یقیناً دُنیا میں ہر طرف الحاد و بے دینی پھیلی ہُوئی ہے اور بڑھتی جارہی ہے، مگر جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعلیم اور قرآن مجید کی رہنمائی بھی ہر طرف موجود ہے اس پر عمل کیجیے اور دوسروں کو اس پر عامل بنائیے۔ نجات کے طریقوں پر چلیے اور چلائیے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایُوس نہ ہوجیے۔

دیکھ رہے ہیں مرض کی دوا بتاتے ہیں۔ صرف مرض کے غم میں جان دینے کی اجازت نہیں دیتے، یہ دُرست ہے کہ الحاد و بے دینی کا عام چرچا ہے، لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں اسلام کی روشن تعلیمات ہیں، ضرورت ہے کہ ان کی اشاعت کی جائے اُن کو گھر گھر پہنچایا جائے، اگر الحاد و بے دینی تاریکی ہے اور اسلامی تعلیم روشنی ہے تو جہاں روشنی پھیلے گی تاریکی کا دور ہونا ضروری ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ روشنی کے موجود رہتے ہُوئے تاریکی کا وجود باقی رہ سکے، کُفر و شرک کے کرو فر دیکھ کر ہراساں نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ خاموشی کے ساتھ مشعلِ نبوّت لے کر آگے بڑھنا چاہیے اور پامردی کے ساتھ جمے رہنا چاہیے۔ انشاء اللہ کامیابی مسلمانوں کے ہاتھ رہے گی۔

لیکن اگر ایسا نہ کیا گیا۔۔۔ تاریکی دیکھ کر ہکا بکا رہ گئے۔ روشنی کی فکر نہ کی تو اس سے کوئی فائدہ

بقیہ بر صہ ۲۶

# مولانا سیّد حُسین احمد مدنی رحمہ اللہ

مولانا حبیب الرحمٰن خاں میواتی ندوی

۱۸، ۱۹ /اپریل ۱۹۸۸ء میں شیخ الاسلام سیمینار کے نام سے ایک مذاکرہ کا اعلان ہُوا، مجھے دعوت نامہ ملا، مگر بہت دیر بعد یعنی تین چار دن پہلے اتنی مختصر مُدّت میں مقالہ لکھنا ممکن نہ تھا۔ اس لیے یہ تأثرات جو حضرت سے عقیدت وارادت کا ثمرہ تھے کاغذ پر پھیل گئے جو نذرِ قارئین ہیں۔

کہاں سے ڈھونڈ کر لائے گا کوئی ڈھونڈنے والا
حسین احمدؒ کا دل، آنکھیں، عزیمت کے گُل ولالہ

---

یہاں ہم سوچنے بیٹھے ہیں ملّت کے مسائل کو
بس اپنے کچھ بڑوں کی یاد، کچھ قومی و سائل کو
اکابر کے تئیں حاضر عقیدت سے سلام اپنا
یہ دلّی ہے، یہاں سے عام کرنا ہے پیام اپنا
اصاغر پر اکابر کی جو یُوں نظرِ کرم ہوگی
تمنا ہوکے بار آور جواب کے وجَم ہوگی
مقدر خود بخود بن جائے گا رشکِ ارم اپنا
ہماری حسبِ منشا پھر نصب ہوگا عَلَم اپنا
جسے چاہیں ہے ہم پھر شوق سے جامِ وَلا دینگے
نمایاں ہوکے پھر دُنیا کو پیغام ھدیٰ دینگے

---

یہاں پر جستجوئے شیخ مدنیؒ ہم کو کرنی ہے
یہاں یہ آرزوئے شیخ مدنیؒ ہم کو کرنی ہے
حیات اور کارناموں کا یہاں کچھ سلسلہ ہوگا
صفاتِ امتیازی کا یہاں کچھ تذکرہ ہوگا
جب اُن کو ڈھونڈنے نکلے ہیں تو وہ مل ہی جائنگے
ہمارے حوصلے اُن کی دُعاؤں سے بر آئیں گے

---

یہ اُن کا جشنِ زریں جو تصوّف کے مہِ تاباں جو علم و فن کے بختاور، تھی جن کی ذات نور افشاں
سلف کی آبرو، زینت وہ محراب و منبر تھے کنارِ جوئے عرفاں نائب ساقی کوثرؐ تھے
امیر الھند، استاذِ عجم، شیخ العرب بھی تھے محدّث تھے، مفسّر تھے وہ صوفی محتسب بھی تھے
ذہانت تھے، فطانت تھے، صداقت تھے، عزیمت تھے وہ منّاد طریقت، آبروئے آدمیت تھے
سلف کے حلقۂ زریں کے تابندہ نگیں تھے وہ حیاتِ پاکِ پیغمبرؐ کی تصویرِ حسیں تھے وہ
رسولِ پاکؐ کے طرزِ خطابت کے امیں تھے وہ وفا پیکر، براہیمی ضیافت کے امیں تھے وہ
جہاں میں آیۂ آیاتِ ربِ ذوالمنن تھے وہ وہ دینی محفلوں کے نور تھے، فخرِ زمیں تھے وہ
حسینؓ ابن علیؓ کی جرأتِ کردار تھی ان میں ابوذرؓ کی زباں میں طاقت گفتار تھی ان میں
جہاں میں جذبۂ دینِ متین کے نامہ بر تھے وہ رسولِ پاک کے پیغام کے پیغام بر تھے وہ
رواں ہے آج دینی سلسبیل زندگی ان سے خدا بیزار طاغوتی فضا میں روشنی ان سے

---

مجاہد تھا، وہ غازی تھا خدا کا لاڈلا بندہ کشادہ تھی جبیں، تھے علم و فن چہرہ پہ تابندہ
وہ آہوئے حرم، بوئے حرم لے کر یہیں آیا سلفؒ کی عظمتوں پر وہ رودادِ حسیں لایا
جو باطل سے اُلجھ کر درسِ استقلال دیتا تھا خدا کی راہ میں جو مال دیتا، جان دیتا تھا
امورِ دینیہ میں گر حکومت کا اثر ہوگا شہیدِ راہِ حق اوّل حسین احمد کا سر ہوگا
نمایاں تھے حیاتِ یوسفؑ اسحاقؑ کے گوشے نفس گم کردہ جس میں انفس و آفاق کے گوشے
وہ موسیٰؑ شو کتے کہ حق پژوہی جن کا شیوہ تھا جیئے حق کیلئے، حق اوڑھنا بھی تھا بچھونا تھا
وہ خلوت آشنا دل وسعتِ کونین کا شاکی وظیفہ جن کا صبح و شام تھا اَللّٰہُ باقی
معاصر جن کے خادم اور مخالف جنکے گُن گائیں دریکتائے اخلاص و وفا کو ہم کہاں پائیں
شکستہ خاطروں ہمت کے ماروں کے یہاں ہونگے زمانہ بھر کے ٹھکرائے ہُوئے لوگوں کے ہاں ہونگے
مدارس میں وہ ممکن، ہوں اگر، پھر خانقاہوں میں وگرنہ بے سہاروں، بیکسوں کی سرد آہوں میں

علوم و معرفت کے تشنہ کاموں کے وہ کوثر تھے
وہ یکتائے زمان انسان - ہاں اللہ اکبر تھے

# احکام عید الاضحیٰ

حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۱) بقر عید کی نماز بھی مثل نماز عید الفطر کے واجب ہے اور اس نماز کی ترکیب بھی وہی ہے جو نماز عید الفطر کی ہے۔ یعنی تکبیر اُولیٰ و ثناء کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے تین بار رفع یدین کریں۔ یعنی کانوں تک ہاتھ اُٹھائیں، پہلی دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیے جائیں گے۔ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ کر امام فاتحہ و سورۃ پڑھے، مقتدی خاموش رہیں دوسری رکعت میں فاتحہ و سورت کے بعد رفع یدین کے ساتھ تین بار تکبیر کہیں اور ہر بار ہاتھ چھوڑتے جائیں۔ چوتھی تکبیر پر رکوع کریں، غرض یہ چھ زائد تکبیریں اس طرح کہی جائیں گی کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ سے پہلے اور بعد والی رکعت میں قرأت کے بعد۔ اس کی ترکیب یاد رکھنے کے لیے اتنا جملہ کافی ہے کہ "پہلی میں پہلے اور بعد والی میں بعد میں" نماز عیدین کا وقت آفتاب کے بلند ہونے کے بعد سے لے کر زوال سے پہلے تک ہے، عید قربان کا جلد پڑھنا مستحب ہے تاکہ اس کے بعد دوسری عبادت یعنی قربانی کرنے میں مصروف ہو سکیں، نماز کے بعد امام خطبہ پڑھتا ہے جس میں قربانی اور تکبیرات تشریق کے احکام بتلائے جاتے ہیں، اس کا سُننا ضروری ہے اس نماز کے لیے بھی باہر عیدگاہ میں جانا سُنّت ہے راستہ میں بلند آواز سے تکبیر پڑھتا رہے اور دوسرے راستہ سے واپس ہو، تاکہ دونوں راستے قیامت کے دن گواہی دیں۔

(۲) بقر عید کی نماز سے پہلے کچھ کھانا اچھا نہیں، اگرچہ حرام نہیں، بہتر یہ ہے کہ نماز کے بعد اپنی قربانی کے گوشت میں سے کھائے۔

(۳) تکبیر تشریق ایک دفعہ ہر نماز کے بعد مرد کے لیے جہراً کہنی ضروری ہے، امام مقتدی اور منفرد مرد سب ایک بار اس طرح تکبیر کہیں۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد۔

عورتیں یہ تکبیر آہستہ آہستہ کہیں، یہ تکبیر نویں ذوالحجہ کی صبح سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک کہی جائیں گی

## قربانی کے احکام

(۴) ہر مُسلمان پر جو غلام نہ ہو اور مسافر نہ ہو اور وہ ضروریات زندگی کے علاوہ مقدار نصاب یعنی ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کے فالتو سامان کا مالک ہو تو قربانی کرنا واجب ہے، قربانی میں بکرا یا بھیڑ یا دنبہ یا ساتواں حصّہ اُونٹ، گائے، بیل، بھینس کا ایک آدمی کی طرف سے ہو سکتا ہے، جن جانوروں میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں وہ سات سے کم تعداد کے لیے بھی جائز ہیں۔ بکرا ایک سال کا ہونا چاہیے اور بھیڑ، دنبہ اگر موٹا ہو اور چھ ماہ سے زائد کا ہو تو ہو سکتا ہے۔ اُونٹ پانچ سال کا ہونا چاہیے۔ باقی جانور دو سال کے کافی ہیں۔

ان جانوروں میں مرد و عورت سب ہی کی طرف سے نر و مادہ دونوں کی قربانی جائز ہے۔

(۵) قربانی کا گوشت وزن سے تقسیم کیا جائے اندازہ سے تقسیم نہ کریں۔ البتہ اگر کسی طرف کلّہ، پائے کھال لگا دیے جائیں تو اندازے سے بھی تقسیم کرنا درست ہے۔

(۶) شہر والے نماز عید کے بعد قربانی کریں اور اگر کسی عذر سے (بارش کی وجہ سے) اس دن نماز ادا نہ ہوئی تو جس وقت نماز کا وقت گزر جائے اس وقت قربانی کرنا درست ہوگی۔ یعنی زوال کے بعد قربانی کریں اور دوسرے تیسرے دن نماز سے پہلے بھی قربانی درست ہے یعنی اگر نمازِ بقر عید کسی عذر سے قضا ہو گئی تو اگلے دن نماز سے پہلے بھی قربانی جائز ہے، اسی طرح بارہویں تاریخ کو بھی، اور گاؤں والوں کے لیے مسئلہ یہ ہے کہ انھیں دسویں تاریخ کی صبح صادق ہونے کے بعد بھی قربانی جائز ہے۔

(۷) قربانی کی تین تاریخیں ہیں، دسویں، گیارہویں اور بارہویں، مگر پہلے دن قربانی کرنا افضل ہے اور پھر دوسرے دن اور تیسرے دن غروب آفتاب سے پہلے تک قربانی ہو سکتی ہے۔

(۸) رات کو قربانی کرنا جائز ہے بہتر نہیں۔

(۹) اپنی قربانی کو خود ذبح کرنا بہتر ہے، اگر خود ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے ذبح کرانے کے

وقت خود وہاں کھڑے ہو جانا بہتر ہے۔

(۱۰) قربانی کے وقت کوئی نیت زبان سے پڑھنی ضروری نہیں، اگر صرف دل میں خیال کرلیا کہ میں قربانی کرتا ہوں اور زبان سے کچھ نہیں کہا صرف بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دیا تب بھی قربانی درست ہے لیکن اگر حسب ذیل دُعا پڑھ لیں تو بہتر ہے۔

(۱۱) جب قربانی کو قبلہ رُخ لٹا دیں تو یہ دُعا پڑھیں۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۰ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۰ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۰ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ پھر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنے کے بعد یہ دُعا پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

(۱۲) بہتر یہ ہے کہ قربانی کا گوشت ایک تہائی غربا ء و مساکین کو صدقہ کر دیں ایک تہائی اپنے دوستوں کو دیں اور ایک تہائی اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے رکھ لیں، لیکن جس شخص کا کنبہ بہت ہو یا اور کوئی ضرورت ہو تو تمام گوشت خود رکھ سکتا ہے البتّہ فروخت کرنا منع ہے۔

(۱۳) جس شخص کے ذمّہ قربانی واجب ہے اگر قربانی کے دن گزر جائیں اور وہ قربانی نہ کرے تو اس کے ذمہ قربانی کی قیمت کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔

(۱۴) جس شخص کے ذمّہ قربانی واجب نہ تھی مگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور قربانی کا خریدا تو اس کے ذمّہ اس کا قربان کرنا واجب ہوگیا، اس کو فروخت نہیں کر سکتا، اگر قربانی کے دن گزر گئے اور اس نے جانور ذبح نہیں کیا تو زندہ کو اللہ کے واسطے محتاجوں کو دے دینا چاہیے، غنی اور نذر والے کا بھی یہی حکم ہے۔

(۱۵) جس جانور کے سینگ پیدائشی نہ ہوں اس کی قربانی دُرست ہے، اگر سینگ بیچ میں سے ٹوٹ گیا ہو تب بھی قربانی درست ہے اگر جڑ سے اکھڑ گیا ہو تو دُرست نہیں اور نہ ایسے لنگڑے جانور کی قربانی درست ہے جو مذبح تک نہ جا سکے، اور نہ ایسے جانور کی جس کی بیماری ظاہر ہو اور نہ ایسے جانور کی جس کا تہائی کان کٹا ہُوا ہو یا تہائی سے زیادہ دم کٹی ہُوئی اور نہ اس جانور کی جس کے دانت

نہ ہوں، البتہ اگر تھوڑے سے گر گئے ہوں اور زیادہ باقی رہ گئے ہوں تو جائز ہے۔

(۱۶) چرمِ قربانی خود اپنے کام میں بھی لا سکتے ہیں۔ مثلاً ڈول، جائے نماز وغیرہ بنا سکتے ہیں مگر فروخت نہ کرے، اگر فروخت کر لیا تو اس کی قیمت کو صدقہ کرنا واجب ہے۔

(۱۷) چرمِ قربانی یا اس کی قیمت کسی معاوضہ میں دینا مثلاً قصاب کو ذبح کی اُجرت میں یا امام و مؤذن کو اس کی امامت و اذان کی وجہ سے دینا درست نہیں۔

بقیہ: شیخ الاسلام حضرت مدنی اور تعمیرِ سیرت

نہ پہنچ سکے گا، بلکہ نقصان ہی نقصان رہے گا۔ لہٰذا دور اندیش وہ ہے جو خوف زدہ ہونے کے بجائے آفتابِ نبوّت سے کرنیں لے کر تاریکیوں میں بکھیر دے، پھر تماشہ دیکھے، دنیا میں اسلام جس تیزی سے پھیلا ہے۔ اس کی شہادت کے لیے تاریخی کتابوں کا مطالعہ کیجیے۔

حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے ساتھ یہ بھی ہدایت کی ہے۔

مضبوطی سے دامن کو تھامیے اور اس پر چلیے اور لوگوں کو اس پر چلنے کی ہدایت کیجیے، خود کو الحاد و بے دینی سے بچایئے اور دوسروں کو بھی اس سے روکیے جس طرح قرونِ اوّل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا تھا۔ لوگ مخالفت کریں گے، توہین و تذلیل ہوگی، آوازے کسے جائیں گے، مذاق اڑایا جائے گا۔ مشکلات کی آندھیاں آئیں گی، عسرت و تنگدستی میں پھنسنا پڑے گا، مگر مثلِ قرونِ اولیٰ، صبر کرنے والوں کو اور ان باتوں کو جھیلنے والوں کو آخرت کی نجات اور سُرخ رُوئی ہوگی، دین کو سنبھالنا اس زمانے میں آگ کی چنگاری کو سنبھالنا ہے۔ القابض علی الدین کالقابض علی الجمر

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی ہے، اسی پر عمل کیجیے ثابت قدم رہیے اور لوگوں کو ثابت قدم بنایئے۔ جیسے کہ صدرِ اوّل کے مسلمانوں نے کیا ہے۔

* ❁ *

| |
|---|
| نوٹ: جامعہ مدنیہ کے سالانہ امتحان منعقدہ رجب المرجب ۱۴۱۹ھ کے نتائج کی تفصیلی رپورٹ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں ادارہ |

مولانا محمد موسیٰ صاحب روحانی بازیؒ

مرسلہ: ڈاکٹر محمد امجد

# خُدا کے واسطے

اتنی غفلت تو نہ کر اے دل خدا کے واسطے
فکر کر کچھُ تو بھلا روزِ جزا کے واسطے

نفس کے تابع رہے ایسے کہ بھُولے، آہ، وہ
آئے تھے دُنیا میں ہم جس مدعا کے واسطے

بیٹھ کُنجِ صبر میں قسمت میں جو ہے پائیگا
مت اُٹھا رنج وعَنا گنج وغِنا کے واسطے

مال و زر ملک و زمین فوج و سپہ گنج و حشم
کب کس کو ہے بقا، ہے سب فنا کے واسطے

ہے تکبر زر پہ لاحاصل کہ بعد از مرگ بس
ایک ہی راستہ ہے سب شاہ وگدا کے واسطے

گر تو قارونِ زمانہ بھی ہُوا تو کیا ہُوا
آخرش تُو چیونٹیوں کی ہے غذا کے واسطے

آج جو دینا ہے دے لے کل خُدا جانے یہ مال
ہو گا کس بیگانہ و نا آشنا کے واسطے

کام وہ کرے تو پیارے جس کے باعث گور میں
باغِ رضواں سے کھُلے کھڑکی ہُوا کے واسطے

اتنی غفلت تو نہ کر اے دل خُدا کے واسطے
فکر کر کچھ تو بھلا روزِ جزا کے واسطے

(ترغیب المسلمین ص نمبر ۱۵۴)

ڈاکٹر زاہد الحق قریشی صاحب

# آپ کی صحت

اس عنوان کے تحت آپ کو آپ کی صحت کے متعلق افادہ عام کے لیے مشورے دیے جائیں گے آپ کی بیماری کا علاج ایلوپیتھک، ہومیو پیتھک، آکوپنکچر یا طب جس بھی طریقہ علاج میں مناسب ہوگا۔ اس طریقہ علاج کی روشنی میں مشورہ دیا جائے گا۔ اپنے مسئلے ۵ تاریخ تک بھجوا دیا کریں جواب باری آنے پر دیا جائے گا۔ جلد جواب حاصل کرنے کے لیے یا اگر آپ اپنا مسئلہ نہ شائع کرانا چاہیں تو جوابی لفافہ ارسال کریں۔ اگر ٹسٹ کرائے ہوں تو ان کی رپورٹوں کی فوٹو کاپی بھی ہمراہ بھجوا دیں۔

## (۱) لاعلاج پرانا کمر کا درد

میرے کئی سال سے کمر میں درد ہے۔ بہت ٹسٹ ایکسرے اور سکین وغیرہ کرائے مگر درد کو افاقہ نہ ہوا، پھر پاکستان کے مشہور سپیشلسٹ ڈاکٹر پروفیسر عامر عزیز صاحب کو دکھایا۔ انھوں نے تشخیص کیا ہے کہ میری سپائن فیوز ہو چکی ہے اور اب اس کا علاج پوری دنیا میں نہیں ہے۔ تمام عمر بیلٹ پہننی پڑے گی۔

(محمد ظفر لاہور)

محمد ظفر بھائی آپ نوجوان ہیں ابھی آپ کی شادی بھی نہیں ہوئی دنیا میں کوئی بھی مرض لاعلاج نہیں ہے۔ اگر بروقت تشخیص اور مناسب علاج ہو جائے تو اللہ تعالیٰ شفاء دے دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ آپ درج ذیل دوا ایک ماہ استعمال کر کے دوبارہ اپنا حال لکھیں۔

**PHOSPHORUS** 200

اس کے پانچ پانچ قطرے ایک گھونٹ پانی میں ڈال کر دن میں تین مرتبہ پئیں۔

## ۲ اندھیرے میں نظر نہیں آتا

میرے تین بچے جن کی عمریں ۸، ۱۰ اور ۱۲ سال ہیں انہیں رات کو نظر نہیں آتا جبکہ دن میں اُنھیں بالکل ٹھیک نظر آتا ہے۔ عبداللہ۔مردان۔

آپ اُنھیں درج ذیل نسخہ استعمال کرائیں اور ایک ماہ بعد دوبارہ لکھیں۔

**Tab. ROVIGON.**

ایک ایک گولی چبا کر دُودھ کے ساتھ روزانہ تین مرتبہ کھلائیں۔

## ۳ بچے کی ٹانگ اور بازُو سُوکھ گیا

میرے بچے کو ایک سال کی عمر میں بخار ہوا تھا۔ بخار کے دوران اُسے ہوا لگ گئی جس کی وجہ سے اس کی دائیں ٹانگ اور بازُو سوکھنے شروع ہوگئے۔ اب اُس کی عمر ۵ سال ہے۔ وہ لنگڑا کر چلتا ہے۔ کیا اس کا علاج ممکن ہے؟ عائشہ خاتون۔ بلوچستان

محترمہ آپ کے بچے کو بخار میں ہوا نہیں لگی بلکہ اِسے پولیو ہوگیا تھا۔ اس کا علاج ممکن ہے، لیکن آپ کو علاج ذرا مستقل مزاجی سے کرانا ہوگا۔ علاج کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے بچے کی معذوری ختم ہوجائے گی۔ آپ اس کا آکو پنکچر تھراپی سے علاج کرائیں۔ چائنہ کا طریقہ علاج ہے۔ اس میں روزانہ جسم کے مختلف حصوں پر سوئیاں لگائی جاتی ہیں۔ آپ اپنے قریب ہی کسی آکو پنکچر کے ماہر ڈاکٹر سے رابطہ کریں۔

## ۴ پھلبہری

میری عمر ۲۰ سال ہے۔ میرے جسم پر جگہ جگہ سفید داغ پڑ گئے ہیں۔ جن پر جلن اور خارش بھی ہوتی ہے ڈاکٹروں نے پھلبہری (برص) تشخیص کی ہے۔ کیا یہ مکمل ختم ہوسکتی ہے۔ عبدالرؤف۔کراچی

آپ درج ذیل نسخہ دو ماہ استعمال کر کے دوبارہ رابطہ کریں۔

**HYDROCO TYLE Q.**

کھانے کے بعد دس دس قطرے تھوڑے سے پانی میں ڈال کر دن میں تین مرتبہ

کھانے سے پہلے پانچ پانچ قطرے پانی میں ڈال کر دن میں تین مرتبہ

**ARSENICUM ALBUM 30**

## ⑤ گنٹھیا

میری عمر ۴۸ سال ہے۔ میرے جوڑوں میں درد ہے اور میں چلنے پھرنے سے بھی قاصر ہوں۔

(حمید کوثر۔ ملتان)

آپ ایک پاؤ      کی پھلیاں لے کر ایک کلو پانی میں اُبالیں۔ جب آدھ کلو پانی رہ جائے تو ایک گلاس صبح ایک گلاس شام پی لیا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ چند یوم کے استعمال سے آپ کا مرض درست ہو جائے گا۔

اہلِ طرابلس صلح پر کیونکر راضی ہیں جبکہ وہ دیکھ رہے ہیں کہ تمام عالم اسلامی اس فدائیانہ جہاد کی وجہ سے اُن کو پیار کر رہا ہے اور اپنے مال و جان کو اُن پر نثار کرنے کے لیے بھیج رہا ہے کیا وہ چالیس کروڑ مسلمانانِ عالم کے آگے اپنے تئیں شرمندہ و ذلیل کریں۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے (درنہ) میں ۹۴ (افغانی) اور ۱۹ (کردی) دیکھے اور یہ صرف وہ لوگ تھے جو مختلف جہاتِ جنگ سے الگ ہو کر آئے تھے تاکہ مرکزی کیمپ کے ماتحت رہ کر جانیں فدا کریں ورنہ اُن کے علاوہ اور بیسیوں (افغانی) والنٹیر طرابلس کے مختلف اسلامی کیمپوں میں خدماتِ جہاد ادا کر رہے ہیں اور میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ان حالات کو بیان کرتے ہوئے خاص طور پر (افغانیوں) کی غیرتِ اسلامی اور حمیّتِ ملّی اور مجاہدانہ فداکاری کا ذکر کروں جن کا طرابلس میں ہر متنفس میری طرح معترف ہے۔ جوشِ جہاد اور شجاعت و بے جگری کے جو تعجّب انگیز ثبوت اُنھوں نے ابتداء سے دیے ہیں اُن کے ذکر کے لیے پوری ایک صُحبت چاہیے اُن کی انہی صفاتِ عظیمہ نے (افغانی) کا لفظ طرابلس میں ہر دلعزیز کر دیا ہے اور ہر شخص اس نام کی عزّت کرتا ہے۔

ہندوستان کے مجاہدین طرابلس میں

افغانیوں میں موقوف نہیں طرابلس کے مختلف کیمپوں میں آج (ہندوستان) تک کے مسلمان والنٹیر موجود ہیں جو گزشتہ آخری دنوں میں وہاں پہنچے اور پھر جہان کے متعدد معرکوں کے موقعوں پر (درنہ) اور (بنغازی) چلے گئے۔ یہ (ہندوستانی والنٹیر) بھی اپنے افغانی بھائیوں کی طرح عجیب و غریب شجاعت سے متصف اور راہِ الٰہی میں خوش فدویت و جاں نثاری سے مملو ہیں۔ بعض سخت موقعوں میں اُنھوں نے کارہائے نمایاں انجام دیے اور ہر طرف سے تحسین و آفرین کا صلہ پایا۔

(الہلال - ۲۷ جولائی ۱۹۱۲ء)

محمد الیاس چنیوٹی فاضل اُمّ القرٰی یونیورسٹی

# ربوہ کے نام کی تبدیلی کیوں ضروری تھی؟

لغت میں "ربوہ" رَبَوَ مادہ سے نکلا ہے جس کا معنٰی بلند ہونا اس کا فعل ماضی رَبَا فعل مضارع یَرْبُوْ آتا ہے

"ربوہ" کا معنٰی اُونچی زمین (ٹیلہ۔ فیروز اللغات ص ۷۰۳) وتفسیر کبیر ج ۲۳ ص ۵۰ تحت تفسیر آیت وجعلنا ابن مریم وامہ الخ۔

قرآنی اصطلاح کے مطابق "ربوہ" بمعنی عمدہ زمین کے آیا ہے۔ (مفردات راغب ص ۱۸۶)

یہ لفظ قرآن مجید میں دو مقامات پر استعمال ہوا ہے۔

۱۔ کَمَثَلِ جنۃ بربوۃ۔ البقرۃ ۲۶۵ وآوینھما الی ربوۃ ذات قرار ومعین (المؤمنون ۵۰۔ المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم ص۳۰۰)

## تاریخی پس منظر

قرآن میں سورۃ مومنون کی آیت ہے۔" وجعلنا ابن مریم وامہ آیۃ وآوینھما الی ربوۃ ذات قرار ومعین (المومنون ص۵۰)

ترجمہ: اور بنایا ہم نے مریمؑ کے بیٹے اور اس کی ماں کو ایک نشانی اور اُن کو ٹھکانا دیا۔ ایک ٹیلہ پر جہاں ٹھہرنے کا موقع تھا اور پانی نتھرا۔

یہ آیت حضرت عیسٰیؑ اور اُن کی والدہ سلام اللہ علیہما کے متعلق نازل ہوئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ہم نے ماں بیٹا دونوں کو ایک بلند ٹیلہ پر پناہ دی، یہاں جانے کی وجہ علماء نے یہ بیان فرمائی ہے

کہ حضرت عیسیٰ ؑ کے بچپن کے زمانہ میں ایک ظالم بادشاہ تھا۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بچپن ہی میں اُن کے قتل کے درپے ہوگیا تھا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی بنانا منظور کیا ہوا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے (اس سے بچا کر) ان دونوں کو ایک ایسی بلند زمین پر لے جا کر پناہ دی (جو بوجہ غلات اور میوہ جات پیدا ہونے کے) ٹھہرنے کے قابل اور (بوجہ نہر جاری ہونے کے) شاداب جگہ تھی۔ یہاں تک کہ آپ امن و امان سے جوان ہوئے۔

(تفسیر معارف القرآن ج ۴ ص ۳۱۴)

اور آپ وہاں بارہ برس کی عمر تک رہے یہاں تک کہ وہ ظالم بادشاہ ہلاک ہوگیا۔

(تفسیر کبیر ج ۲۲ ص ۹۰)

## محلِ وقوع

ابو قتادہ اور ابو العالیہ نے کہا ہے کہ اس سے ایلیا بیت المقدس کی قریبی زمین مراد ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اس سے مُراد مقام رملہ ہے۔ کلبی اور ابن زید نے کہا ہے کہ اس سے مصر کی زمین مُراد ہے

مقاتل اور ضحاک نے کہا ہے کہ اس سے دمشق کا نشیبی علاقہ مُراد ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۲۳ ص ۹۰)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہُوا کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے ذکر میں نازل ہوئی۔ اور "ربوہ" سے مُراد وہ جگہ ہے۔ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے اپنا بچپن گزارا۔

چنیوٹ کے قریب دریائے چناب کے مغربی کنارہ پر آباد چند ہزار نفوس پر مشتمل بستی چک ڈھگیاں کا نام "ربوۃ" رکھنے کی کیا ضرورت پیش آئی ؟

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام آج سے تقریباً ایک ہزار نوسو اٹھانوے سال قبل بیت اللحم دمشق میں پیدا ہُوئے جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں بستی قادیان ضلع گورداس پور ہندوستان میں پیدا ہوا، لیکن ۱۸۴۰ سال کے واضح فرق کے باوجود مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی مختلف تصانیف میں کبھی مریم کبھی مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ کیا۔

مرزا صاحب کہتے ہیں۔

(۱) وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدّد ہے وہ میں ہی ہوں۔ (کتاب حقیقت الوحی ص ۱۹۴)

(۲) اے عزیزو! اس شخص (مرزا) مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا۔ جس کے دیکھنے کے لیے بہت سے پیغمبروں نے خواہش کی۔ (اربعین ۴ ص ۱۴)

اس قسم کے بکھرے ہوئے متعدّد دعوے جب مرزا صاحب کی کتابوں میں پائے گئے تو مسلمانوں نے مرزائیوں سے سوال کیا۔ حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے بچپن گزارنے کا علاقہ "ربوہ" فلسطین تھا اور تمہارا مرزا قادیان میں پیدا ہُوا وہیں جوان ہوا اور وہیں دفن ہُوا۔ یہ کیسا عیسٰی ابنِ مریم ہے؟

یہ اس زمانہ کی بات ہے جب پاکستان قائم ہو رہا تھا۔ (ہندوستان سے علیحدہ ہو رہا تھا) تب قادیانیوں کے لیے چند وجوہات کی بنا پر اپنے مرکز قادیان میں رہنا مشکل ہوگیا تو اُنھوں نے سوچی سمجھی سکیم اور سازش کے تحت انگریز گورنر موڈی سے ایک وسیع قطعہ اراضی کوڑیوں کے دام نوے سال کے پٹہ پر چنیوٹ شہر کے قریب دریائے چناب کے مغربی کنارہ پر لے لیا۔ اور وہاں اپنا نیا شہر آباد کیا اور مرزا جلال الدین شمس نے دجل و فریب سے کام لیتے ہوئے۔

۱۹۴۸ء میں اس جدید شہر کا نام قرآنِ کریم کی مذکورہ بالا آیت سے لے کر "ربوہ" رکھا۔ تاکہ لوگوں کو یہ دھوکہ دیا جاسکے کہ قرآنِ کریم میں حضرت عیسٰی کے ذکر میں جو لفظ ربوہ آیا ہے اس سے مراد یہ "ربوہ" ہے جو پاکستان میں دریائے چناب کے کنارے پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے۔

یہی ربوہ مسیح ابن مریم کا وطن ثانی ہے۔ ورنہ اس نام کے رکھنے کی اور کوئی معقول وجہ نہ تھی۔ وہ اپنے کسی بزرگ کے نام پر اس شہر کا نام رکھ سکتے تھے۔ جبکہ یہ قرآن مجید کے معانی میں تلبیس اور خطرناک قسم کی معنوی تحریف ہے اب اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک جو لوگ اس موجودہ "ربوہ" جو کہ پاکستان میں واقع ہے کی تاریخ اور اس کے پس منظر سے واقف نہیں ہیں وہ جب قرآنِ کریم کی یہ آیت تلاوت کرتے ہیں تو اس سے یہی "ربوہ" سمجھتے ہیں جس سے بڑی کنفیوژن (ذہنی انتشار) پیدا ہوتی ہے کیونکہ قادیانی قرآنی لفظ ربوہ کو مرزا قادیانی کی طرف منسوب کرتے ہوئے استعمال کر رہے تھے۔ تو مسلمانوں نے ردِّ عمل کے طور پر مطالبہ شروع کر دیا کہ قرآنی لفظ ربوہ کی حفاظت کرتے ہوئے اس قصبہ کا نام فوری طور پر تبدیل کیا جائے تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں اس خطرناک تحریف سے محفوظ

رہیں اور انہیں گمراہ ہونے سے بچایا جاسکے، چنانچہ ۹/۸ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ بمطابق ۲۱، ۲۲ اگست ۱۹۸۰ء کو صدرِ پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی زیرِ صدارت علماء کنونشن اسلام آباد میں منعقد ہوا۔ جس میں فاتح ربوہ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی نے دورانِ خطاب میں اپنے دَس مطالبات میں یہ مطالبہ بھی رکھا کہ قادیانیوں کے عالمی ہیڈ کوارٹر "ربوہ" کا نام تبدیل کیا جائے (کیونکہ انھوں نے قرآن کی سورۃ مومنون آیت نمبر ۵۰ میں خطرناک معنوی تحریف کی ہے) تاکہ اس سے آنے والی مسلمان نسلیں محفوظ ہوجائیں۔ (علماء کنونشن میں مولانا چنیوٹی کی تقریر ص ۱۶)

جب ۱۹۸۵ء میں مولانا منظور احمد چنیوٹی صوبائی اسمبلی پنجاب کے رُکن منتخب ہوئے تو اس مسئلہ کو اسمبلی کی فورم میں پیش کیا۔ چنانچہ آپ نے ربوہ کے نام کی تبدیلی کی قرارداد پیش کرتے ہوئے اِس کے متبادل نام ربوہ کے قریبی گاؤں "احمد نگر" کی مناسبت سے چناب نگر، اقبال نگر، بخاری نگر، فہد نگر، "گلشنِ چناب" وغیرہ بھی پیش کیے۔ اس سلسلے میں ادارہ مرکزیہ دعوۃ ارشاد چنیوٹ کی طرف سے متعدد اشتہارات سٹکرز بینرز شائع کر کے بار بار مطالبہ کیا جاتا رہا۔ پھر ستّرہ جون ۱۹۸۶ء کو ربوہ کی ٹاؤن کمیٹی نے ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے بھی ربوہ کے نام کی تبدیلی کی منظوری دی۔ ربوہ نام کی تبدیلی کی تحریک مختلف جماعتوں اور تنظیموں کی طرف سے مسلسل جاری رہی۔ آخر ۱۶ نومبر ۱۹۹۸ء کو دوبارہ مولانا چنیوٹی کی طرف سے صوبائی اسمبلی پنجاب کے اجلاس میں "ربوہ" شہر کے نام کی تبدیلی کی قرارداد پیش کی گئی۔ جس پر پیشگی طور پر سو کے لگ بھگ ممبران صوبائی اسمبلی کے تائیدی دستخط کروالیے گئے تھے جس کے الفاظ یہ تھے۔

## قرارداد

اس ایوان کی رائے ہے کہ "ربوہ" شہر کا نام تبدیل کر کے کاغذاتِ مال کے مطابق چک ڈھگیاں یا کوئی اور نام رکھا جائے اور قرآنِ کریم کے مقدس "لفظ" کا استعمال غیر محل پر ممنوع قرار دیا جائے، چنانچہ فاتح "ربوہ" مولانا چنیوٹی کی یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور کر لی گئی۔

پنجاب اسمبلی میں ربوہ کا نام بدلنے کی متفقہ قرارداد منظور" مولانا منظور احمد چنیوٹی کو نیا نام تجویز کمیٹی کے لیے چن لیا گیا۔ (روزنامہ نوائے وقت ۱۷ نومبر ۱۹۹۸ء)

اس خبر نے دینی اسلامی مذہبی اور عوامی قوتوں میں خوشی کی لہر دوڑا دی۔ پورے ملک میں اسمبلی کی اس کارروائی کو سراہا گیا۔ بلکہ نفاذِ شریعت کے سلسلہ میں اسے پیش رفت سمجھا گیا۔ اب مسلمانوں کی نظریں سینٹ کی طرف اُٹھی ہوئی ہیں کہ وہ بھی قومی اسمبلی کے اس بل کی توثیق کرے جسے قومی اسمبلی نے ——— نفاذِ شریعت کے سلسلے میں پاس کیا تھا اور اگر خدانخواستہ سینٹ نے اس بِل کو مسترد کر دیا تو ان سینٹ کے ممبران کا انجام قادیانیوں سے مختلف نہیں ہوگا۔

یہ امر بھی قابلِ افسوس ہے کہ وائس آف امریکہ نے اسے جذباتی مسلمانوں کی تنگ نظری قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل سیدھا سا مسئلہ ہے کہ غیر مسلم اسلامی اصطلاحات کو استعمال نہیں کر سکتے۔ لفظ "ربوہ" قرآن سے لیا گیا ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ اب قادیانیوں کی جبکہ انہیں عیسائی ریاستوں میں بھی غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے۔ پاکستان میں رہتے ہوئے اسلامی اصطلاحات کا استعمال ایک ظالمانہ جسارت ہے۔ ستم ظریفی تو یہ ہے کہ جب بھی قادیانیوں کے خلاف قانون ساز اداروں میں مسلمانوں نے کوئی بل پاس کیا تو امریکہ اور برطانیہ (قادیانیت جن کا خود کاشتہ پودا ہے) واویلا شروع کر دیتے ہیں۔ نہ وہ مسلمانوں کی عوامی رائے کا احترام کرتے ہیں نہ مذہبی اقدار کا۔ اگر قادیانی دوسری اقلیتوں کی طرح اپنے لیے تحفّظات کی بھیک مانگتے ہیں تو پہلے انہیں اپنے آپ کو ایک غیر مسلم اقلیّت کے طور پر تسلیم بھی تو کرنا چاہیے کیا عیسائی اور یہودی دوسری قوموں کو یہ حق دیں گے کہ وہ ان کی مذہبی اصطلاحات کو استعمال کر سکیں۔ اس سے زیادہ اور تنگ نظری کیا ہوگی کہ عیسائیوں یا مُسلمانوں میں سے کوئی یہودی بننا چاہیے تو وہ یہودی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ وہ اپنے نسلی یہودیوں ہی کو یہودی تسلیم کرتے ہیں۔ اسی طرح عیسائی چرچ اور پوپ جیسے مذہبی لفظوں سے دستبردار ہونے کو تیّار نہیں۔ اگر کوئی مسلمان اپنی عبادت گاہ کا نام چرچ رکھ لے پوری عیسائی دُنیا میں صفِ ماتم بچھ جائے گی۔ اس وقت اُن کی روشن خیالی کہاں چلی جاتی ہے؟

پُورے یورپین پریس کا ایک سیل ہر وقت مُسلمانوں کے خلاف آگ اُگلتا رہتا ہے اور یہ آگ اسی آگ کا حصّہ ہے جو عیسائیوں نے صلیبی جنگوں میں مُسلمانوں کے خلاف بھڑکائی تھی۔

حیرت تو یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کی گستاخیوں سے حضرت عیسیٰؑ بھی محفوظ نہیں رہ سکے۔ مرزا نے اپنے کشف والہامات کے ذریعے گاہے بگاہے ان کی سیرت کو بھی ہدفِ تنقید بنایا ہے۔ جیسا کہ مرزا نے

اپنی کتاب انجام آتھم میں لکھا ہے۔

"حضرت یسوع نے نہایت درجہ کی ذلت دیکھی مُنہ پر تھوکا گیا اور آپ کے اس حصّہ جسم پر کوڑے لگائے گئے۔ جہاں مجرموں کو لگائے جاتے ہیں اور حوالات میں کیا گیا۔"

(انجام آتھم در روحانی خزائن ج ۱۱ ص ۱۲)

آسمانی کتابوں اور پیغمبروں کے القابات خطابات اور اصطلاحات کا تحفّظ کرنا کوئی تنگ نظری نہیں بلکہ آج کی جدید دُنیا میں بھی اُن کے بارے میں کوئی غلط بات کہنا انسانی بُنیادی حقوق کے خلاف سمجھا جاتا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ کسی مذہب کے پیروکار دوسرے مذاہب کے بارے میں کوئی اخلاق سے گری ہوئی بات نہ کریں اور نہ لکھیں تاکہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ عجیب بات یہ ہے کہ قادیانی جماعت نے گزشتہ ایک سو سالہ لٹریچر میں دُنیا کے تمام مذاہب کے بارے میں ـــ ایک ایسی تنقید کی بُنیاد ڈالی ہے کہ جسے ہم نہ صرف فکرِ باطل بلکہ مذاہب کے خلاف سازش کہہ سکتے ہیں۔ دُکھ تو یہ ہے کہ ان کے شر سے مذہبِ عیسائیت بھی نہیں بچ سکا۔

تیری دستریں سے ایک حالی بچا ہُوا تھا
اس کے دل پہ بھی آخر چرکہ لگا کے چھوڑا

یاد رہے کہ "ربوہ" شہر کے نام کی تبدیلی کسی لحاظ سے بھی منفی رجحانات کی کڑی نہیں اس سے پہلے بھی وطنِ عزیز میں منٹگمری شہر کا نام تبدیل کر کے ساہیوال رکھا گیا اور چوہڑ کانہ کا نام بدل کر فاروق آباد اور لائل پور کا نام تبدیل کر کے فیصل آباد رکھا گیا۔ یہ سب عوامی مطالبہ کے پیشِ نظر کیا گیا۔ کیونکہ لوگ نو آبادیاتی نظام کی باقیات کو ملیا میٹ کرنا چاہتے تھے۔ اسی طرح قادیانیوں ارتدادی عزائم کو فنا کرنے کے لیئے "ربوہ" کے نام کی تبدیلی کا ایک ایسا مطالبہ کیا گیا جس کی صدائے بازگشت عوامی میدانوں سے لے کر قانون ساز اداروں تک جا پہنچی۔ اس کے دو مقاصد واضح ہیں۔

اوّلاً۔ سادہ لوح لوگ قادیانیوں کے پھندے میں نہ پھنسیں۔

ثانیاً۔ قادیانی اور غیر مسلم آئندہ اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے گریز کریں۔

آخر میں یہ مطالبہ کرنا بھی ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ آئندہ "ربوہ" کو چناب نگر کے نام سے موسوم کیا جائے اور اس کا نہ صرف محکمہ مال بلکہ تمام سرکاری کاغذات میں نوٹیفکیشن کر دیا جائے تاکہ مسلمان

اورعوام کسی ابہام کا شکار نہ رہیں۔ اگرچہ قادیانیوں کی سرتوڑ کوشش یہ ہوگی کہ "ربوہ" کا نام تبدیل نہ ہو۔ لیکن ان کے یہ ارادے اس طرح خس وخاشاک کی طرح بہ جائیں گے جیسے وہ خود کو ابھی تک مسلمان سمجھتے ہیں۔ حالانکہ عوامی مطالبے علماء کے فتاوے عدالتوں کے فیصلے اور قانون ساز اداروں نے ان کو غیر مسلم قرار دے دیا ہے۔

کھول آنکھ زمین دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ
مشرق سے اُبھرتے ہُوئے سورج کو ذرا دیکھ

اب حکومت پنجاب نے ربوہ کا نام تبدیل کرکے "نواں قادیان رکھ دیا ہے۔ اور اس طرح پچاس سالہ جاری خلفشار ختم ہُوا۔ قادیانیوں کو بھی یہ نیا نام خوش دلی سے قبول کرلینا چاہیے کیونکہ یہ اُن کے بقول بڑا مقدس نام ہے کہ جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ ازالہ اوہام حاشیہ ص۷۶، ۷۷، رُوحانی خزائن ج ۳ ص ۱۴۰ میں مرزا صاحب کا قول موجود ہے۔ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکّہ اور مدینہ اور قادیان

مرزا صاحب نے اپنی جنم بھومی (قادیان) کی جھُوٹی عظمت کو چار چاند لگانے اور اسے دارالامان ثابت کرنے کے لیے ایک وحی بھی گھڑی۔ چنانچہ اس کی شان میں کہا: وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ آمِنًا کہ جو اس بستی میں داخل ہوگیا وہ امن میں آگیا۔ حالانکہ یہ وحی تو مکّۃ المکرمۃ کے متعلّق نازل ہوئی ہے لیکن قادیانیوں کو جب اپنے نامزدہ دارالامان میں "امن" میسّر نہ آیا تو ۱۹۴۷ء میں وہاں سے کوچ کرکے چنیوٹ کے قریب چک ڈھگیاں میں پناہ گزیں ہُوئے اور اپنے جھوٹے الہاموں کو سچّا ثابت کرنے کی سعی نامراد کرتے ہُوئے اس کا نام "ربوہ" رکھ دیا اور قادیان میں تعمیر کردہ مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ، بہشتی مقبرہ وغیرہ کی یاد میں یہاں انہی ناموں پہ یہ تمام چیزیں تعمیر کرڈالیں۔ اس لیے بھی اس بستی کا نام "نواں قادیاں" رکھنا مناسب تھا کیونکہ اس میں پُرانے قادیان والی تمام خوُبیاں موجود تھیں، اب یہاں رہتے ہُوئے یہ لوگ جو بھی کارروائی کریں گے وہ اسلامی مرکز کے نام پر نہیں ہوگی بلکہ اُن کے کفر گڑھ کی طرف منسوب ہوگی۔ لیکن جیسے وہ دارالامان قادیانیوں کے لیے دارالحرمان بنا ان شاء اللہ اسی طرح نواں قادیان میں بھی انہیں پناہ نہیں ملے گی۔ مرزا طاہر کا یہاں سے فرار ہو کر لندن پہنچنا اسکی واضح دلیل ہے۔ شاید یہ نکتہ اُن کے لیے ہدایت کا ذریعہ بن جائے۔

# وفیات

○ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہم العالی کے سفر و حضر کے ساتھی اور حاضر باش جناب صاحبزادہ عابد صاحب گزشتہ ماہ ۲ر فروری کو کئی ماہ یرقان میں مبتلا رہنے کے بعد انتقال فرما گئے۔ اِنّا لِلّٰہ وانّا اِلیہ راجعون۔ صاحبزادہ صاحب مرحوم حضرت مولانا کو اولاد کی طرح عزیز تھے اور حضرت مولانا کے پیر و مرشد حضرت مولانا عبداللہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے صاحبزادے تھے اس دوہرے تعلّق کی وجہ سے حضرت مولانا مدظلہم کے لیے یہ بہت بڑا صدمہ ہے اللہ تعالیٰ صاحبزادہ صاحب کی مغفرت فرماکر آخرت میں بلند درجات عطا فرمائے اور حضرت مولانا مدظلہم کو اس صدمہ پر اجرِ عظیم اور اُن کا نعم البدل عطا فرمائے مرحوم کے اہلِ خانہ کو بھی صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے ان کی کفالت فرمائے۔ حضرت مولانا اور پسماندگان کے صدمہ میں اہلِ ادارہ برابر کے شریک ہیں۔

○ بہت تاخیر سے موصولہ اطلاع کے مطابق حضرت مولانا قاضی مظہر صاحب مدظلہم العالی کی اسیری کے دوران ان کی ہمشیرہ صاحبہ گزشتہ سے پیوستہ ماہ انتقال فرما گئیں مرحومہ بہت عبادت گزار اور نیک دل خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرماکر آخرت کے بلند ترین درجات عطا فرمائے حضرت مولانا اور دیگر پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔

○ گزشتہ ماہ قصور کے ممتاز عالم جناب مولانا طیّب شاہ صاحب ہمدانی وفات پا گئے۔ انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون مرحوم بہت صالح عُلماء میں سے تھے اہلِ قصور کے لیے مولانا کی وفات ناقابلِ تلافی نقصان ہے اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کی دینی خدمات کو قبول فرماکر اپنے ہاں بلند درجات عطا فرمائے اور مولانا کے پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔

○ ۲۳ر فروری کو جناب غلام حسین چیمہ فالج کی وجہ سے طویل علالت اور دو ماہ سے زائد عرصہ بیہوشی میں گزار کر وفات پاگئے انا للّٰہ وانّا الیہ راجعون مرحوم بہت خاموش طبع اور نیک دل انسان تھے حضرت اقدس بانیٔ جامعہ قدس سرّہ العزیز کے پُرانے مریدوں میں سے تھے اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرماکر آخرت کے بلند درجات اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

جملہ مرحومین کے لیے جامعہ میں ایصال ثواب کرایا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

(قسط: ۱)

# مرزا قادیانی کے دعوے اور ان کی تردید

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالواحد زیدمجدہم
مدرّس و نائب مفتی و فاضل جامعہ مدنیہ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسّلام علی خاتم النبیین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

خاتم النبیین حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی بھی قسم کے نئے نبی کا نہ ہونا اسلام کے مسلّمہ عقائد میں سے ہے۔ اس کے برخلاف ماضی قریب میں مرزا غلام احمد قادیانی نام کے ایک شخص نے اپنے نبی ہونے کا دعوٰی کیا۔ دعوائے نبوّت کی مختصر تاریخ خود مرزا قادیانی کی زبانی ملاحظہ فرمایئے۔

## ولایت کا دعوٰی اور خدا کا کلام کرنا

"اور خدا کلام اور خطاب کرتا ہے اس اُمت کے ولیوں کے ساتھ اور اُن کو انبیاء کا رنگ دیا جاتا ہے، مگر وہ حقیقت میں نبی نہیں ہوتے کیونکہ قرآن کریم نے شریعت کی تمام حاجتوں کو مکمّل کر دیا ہے۔" (بحوالہ قادیانی مذہب ص ۱۹۲)

## مرزا قادیانی مہدی موعود ہے

"رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیش گوئیوں سے پتہ چلتا ہے کہ آئندہ بھی کئی تغیّرات ہوں گے مہدی کے متعلّق جو پیش گوئیاں ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی مہدی ہوں گے۔ ان مہدیوں میں سے ایک مہدی تو خود حضرت مرزا صاحب ہیں اور آئندہ بھی مہدی آسکتے ہیں۔"
(بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۰۰)

## خدا کا مرزا کو اپنے کلام میں نبی و رسول کہنا

"یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اس بندے پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں... مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا رسول کے لفظ سے یاد کرے۔" (بحوالہ قادیانی مذہب ص ۱۹۳)

## محدَّث ہونے کا دعویٰ

"میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدّث (یعنی جس سے اللہ کلام کریں) اور اللہ کا کلیم ہوں تاکہ دینِ مصطفیٰ کی تجدید کروں۔" (بحوالہ قادیانی مذہب ص ۱۹۴)

## مثیلِ مسیح علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

"... وہ (یعنی محدّث) اگرچہ کامل طور پر اُمّتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے اور محدّث کے لیے ضرور ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے۔"

"مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں بلکہ مجھے تو فقط مثیلِ مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔" (بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۰۱)

## مسیح موعود ہونے کا دعویٰ

"میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیش گوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔" (بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۰۸)

"جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اس کا ان ہی حدیثوں سے یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی ہوگا اور اُمّتی بھی۔" (بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۰۸)

## نبی ہونے کا دعوٰی

"اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مگر بعد میں خدا کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی" (بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۰۹)

"یہ دعا کہ اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم پس جب کہ خدا تمہیں یہ تاکید کرتا ہے کہ پنج وقت یہ دُعا کرو کہ وہ نعمتیں جو نبیوں اور رسولوں کے پاس ہیں وہ تمہیں بھی ملیں۔ پس تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ کے وہ نعمتیں کیونکر پا سکتے ہو۔ لہٰذا ضرور ہوا کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبے پر پہنچانے کے لیے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقتٍ آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ۔ اب کیا تم خدا کا مقابلہ کرو گے بعد اس کے قدیم قانون کو توڑ دو گے"۔ (بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۲۶)

## مرزا کا شرعی اصطلاح کے مطابق نبی ہونیکا دعوٰی

مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان نے اپنی کتاب القول الفصل ص ۳۳ پر لکھا

"میں حضرت مرزا صاحب کی نبوّت کی نسبت لکھ آیا ہوں کہ نبوّت کے حقوق کے لحاظ سے وہ ویسی ہی نبوّت ہے جیسے اور نبیوں کی۔ صرف نبوّت کے حاصل کرنے کے طریقوں میں فرق ہے۔ پہلے انبیاء نے بلاواسطہ نبوّت پائی اور آپ نے بالواسطہ"۔

(بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۳۵)

اور مرزا محمود نے کتاب حقیقۃ النبوۃ ص ۱۷۴ میں لکھا

"پس شریعتِ اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت (مرزا) صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔

(بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۴۰)

## بروزی خاتم الانبیاء ہونے کا دعویٰ

"بروزی طور پر میں وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خُدا نے آج سے بیس برس پہلے (مرزا کی ایک کتاب) براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوّت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمّد ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت محمّد تک ہی محدود رہی یعنی بہرحال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہے نہ اور کوئی۔ یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوّت کا دعوٰی کیا۔"

(بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۵۱)

## بروزی اور اصل میں کچھ فرق نہیں

بروز کے معنی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے خود لکھے ہیں کہ اصل اور بروز میں فرق نہیں ہوتا۔ (بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۵۲)

"اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دُنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت و آخرین منھم سے ظاہر ہے کہ پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دُنیا میں تشریف لائے۔"

(بحوالہ قادیانی مذہب ۲۵۳)

"اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں، نہ نیا نبی نہ پرانا بلکہ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں۔"

(بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۵۳)

## مرزا قادیانی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کچھ فرق نہ ہونے کا دعویٰ

"حضرت مسیح موعود نے خطبہ الہامیہ میں فرمایا من فرق بینی وبین المصطفیٰ ما عرفنی وما رانی یعنی جس نے میرے اور حضرت محمد مصطفیٰ کے درمیان فرق کیا اور دونوں کو الگ الگ سمجھا اُس نے نہ مجھے شناخت کیا اور پہچانا اور نہ ہی دیکھا اور سمجھا۔ پس حضور کے اس ارشاد کے مطابق حضور کا دیکھنا اور پہچاننا ان ہی معنوں میں ہے کہ حضور (مرزا صاحب) کو محمد مصطفیٰ ہی یقین کیا جائے۔" (بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۶۳)

## مرزا پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے وحی لانے کا دعویٰ

"جو لوگ نبیوں اور رسولوں پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کا وحی لانا ضروری شرط نبوت قرار دیتے ہیں۔ ان کے واسطے یہ امر واضح ہے کہ حضرت (مرزا) صاحب کے پاس نہ صرف ایک بار جبرائیل آیا بلکہ بار بار رجوع کرتا تھا اور وحی خداوندی لاتا رہا۔

(بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۷۲)

## مرزا پر کتاب الٰہی نازل ہونے کا دعویٰ اور تشریعی غیر تشریعی کا انوکھا فلسفہ

"اگر کسی کو غیر شرعی کہتے ہیں تو اس کا صرف یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ کوئی نیا حکم نہیں لایا ہے۔ ورنہ کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا جو شریعت نہ لائے۔ ہاں بعض نئی شریعت لاتے ہیں اور بعض پہلی شریعت ہی دوبارہ لائے ہیں۔ پس شرعی نبی کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلے کلام لائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریعی نبی ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ آپ قرآن پہلے لائے اور حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) غیر تشریعی نبی ہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ پہلے قرآن نہیں لائے۔ ورنہ قرآن آپ بھی لائے اگر نہ لائے تھے تو خدا تعالیٰ نے یہ کیوں کہا کہ اسے قرآن دے کر کھڑا کیا گیا۔"

(بحوالہ قادیانی مذہب ۲۷۸)

## قادیانیوں کے کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں محمد رسول اللہ سے مُراد مرزا قادیانی ہے

مرزا بشیر احمد نے کلمۃ الفصل میں لکھا

اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسم مُبارک اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی، کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں، جیسا کہ وہ (مرزا صاحب) خود فرماتا ہے صار وجودی وجودہ (میرا وجود بعینہ اسی کا وجود ہوگیا) (قادیانی مذہب ص ۲۶۶)

مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور آپ کی ختمِ نبوّت کا یہ مطلب ہے کہ آپ کے بعد کسی بھی قسم کا کوئی نیا نبی نہیں ہوگا۔ صرف حضرت عیسٰی علیہ السّلام جن کو اللہ تعالیٰ نے یہود کے مکروفریب سے بچا کر آسمان پر زندہ اُٹھالیا تھا۔ انکے بارے میں احادیث میں صراحت کے ساتھ آتا ہے کہ وہ قُربِ قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے اُمّتی کے طور پر اُمّت کی قیادت فرمائیں گے۔

مرزا قادیانی کے مذکورہ بالا حوالجات سے جو باتیں سامنے آئیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ مرزا قادیانی کا دعوٰی ہے کہ وہ بھی اللہ کا نبی اور رسول ہے اور وہ حضرت محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بروز اور پرتو ہے، لیکن اصل اور پرتو کے درمیان کچھ فرق نہیں ہے وہ بھی حقیقت میں اصل ہی ہوتا ہے۔

۲۔ حدیثوں میں حضرت مسیح (یعنی عیسٰی) علیہ السّلام کے بارے میں جو تصریح ہے کہ قربِ قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے تو اس سے مراد خود مرزا قادیانی ہے اس لیے مذکورہ بالا حوالوں میں اس کو مسیح موعود کہا گیا ہے۔ اس دعوٰی کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلا کہ مرزا قادیانی نے یہ بھی دعوٰی کیا کہ حضرت عیسٰی علیہ السّلام وفات پاچکے ہیں اور اُن کو آسمان پر زندہ نہیں اُٹھایا گیا اور زمین پر نہیں اُتریں گے بلکہ مرزا قادیانی کا آنا ہی ان حدیثوں کی مُراد ہے۔

۳۔ حدیث میں جس مہدی کے آنے کا وعدہ اور پیش گوئی ہے اس سے مُراد مرزا قادیانی ہے۔ آگے ہم مرزا قادیانی کے ان دعوؤں کا دلائل سے جواب لکھتے ہیں۔

## حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی شخص بطور نبی کے نہیں ہوگا

### پہلی دلیل

۱۔ قرآن پاک میں ہے۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین وکان اللّٰہ بکل شئ علیما (سورۂ احزاب : ۴۰)

ترجمہ۔ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ خاتم النّبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کسی کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا، چنانچہ امام حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ اس آیت کے ذیل میں اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

فھذہ الایۃ نص فی انہ لا نبی بعدہ و اذا کان لا نبی بعدہ فلا رسول بالطریق الاولی . . . وبذالک وردت الاحادیث المتواترۃ عن رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم من حدیث جماعۃ من الصحابۃ رضی اللّٰہ عنھم

(تفسیر ابن کثیر ص ۴۹۳ ج ۳)

"یہ آیت اس مسئلہ میں نص اور صریح ہے کہ آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی نہیں اور جب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول بدرجہ اولیٰ نہیں ہو سکتا اور اس مسئلہ پر کہ آپ کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں۔ آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی متواتر احادیث وارد ہیں جو صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہیں۔

امام قرطبی رحمہ اللہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

قال ابن عطیۃ ھذہ الالفاظ عند جماعۃ علماء الامۃ خلفا وسلفا متلقاۃ علی العموم التام مقتضیۃ نصا انہ لا نبی بعدہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم

ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ خاتم النّبیین کے یہ الفاظ تمام قدیم وجدید علماء اُمّت

کے نزدیک کامل عموم پر ہیں جو نص قطعی کے ساتھ تقاضا کرتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی نبی نہیں۔"

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ "الاقتصاد" میں فرماتے ہیں۔

ان الامة فهمت بالاجماع من هذا اللفظ ومن قرائن احواله انه افهم عدم نبي بعده ابدًا وانه ليس فيه تاويل ولا تخصيص فمنكر هذا لا يكون الا منكر الاجماع

(اقتصاد فی الاعتقاد ص ۱۲۳)

بے شک اُمّت نے بالاجماع اس لفظ (خاتم النبیین) سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی (اور رسول) نہ ہوگا۔ اور اس پر اجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں۔ پس اس کا منکر یقیناً اجماعِ اُمّت کا منکر ہے۔

## دوسری دلیل

۲۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر احادیث میں (وہ احادیث جن کو روایت کرنے والے اتنی کثیر تعداد میں ہوں کہ اُن کے جھوٹ پر متفق ہونے یا سب کے کسی غلط فہمی میں مُبتلا ہونے کا احتمال باقی نہ رہے۔ یہ احادیث یقین کا فائدہ دیتی ہیں) اپنے خاتم النبیین ہونے کا اعلان فرمایا۔ اور ختمِ نبوت کی ایسی تشریح بھی فرمادی کہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں کسی شک و شُبہ اور تاویل کی گنجائش باقی نہیں رہی۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال مثلی و مثل الانبياء من قبلی كمثل رجل بنى بنيانا فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاوية من زواياه فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النّبيين (بخاری ومسلم واللفظ لمسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین و جمیل محل بنایا، مگر اس کے کسی کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس کے گرد گھومنے

اور اس پر عش عش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگا دی گئی ؟ آپ نے فرمایا میں وہی (کونے کی آخری) اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔

(ب) عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لعلی انت منی بمنزلة ھارون من موسٰی الا انہ لا نبی بعدی

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۳۳)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ سے فرمایا تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسٰی (علیہما السّلام) سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(ج) عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم انہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی

(ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۸)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میری اُمت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے ۔ ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں ، حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں میرے بعد کسی قسم کا نبی نہیں۔

(د) عن انس بن مالك رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ۔ (ترمذی ص ۵۱ ج ۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا بلاشُبہ رسالت و نبوّت ختم ہو چکی ہے۔ پس میرے بعد کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔

# حاصل مطالعہ

مولانا نعیم الدّین صاحب ، فاضل و مدرس جامعہ مدنیہ

## غیرتِ انسانی کا عجیب واقعہ

امام بیہقی رحمہ اللہ (م: ۴۵۸ھ) نے اپنی سند سے موسیٰ بن اسحاق قاضی کے زمانے کا ایک انتہائی عبرت انگیز واقعہ نقل کیا ہے۔ یہ واقعہ غیرتِ انسانی کا ایک عجیب واقعہ ہے جی چاہا کہ نذرِ قارئین کیا جائے ہوسکتا ہے اس سے ہماری غیرت جاگ اُٹھے۔

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں۔

"ایک مرتبہ موسیٰ بن اسحاق قاضی کی عدالت میں ایک (برقعہ پوش) خاتون نے اپنے شوہر پر پانچ سو اشرفی مہر کا دعویٰ کیا، شوہر مہر کی اس مقدار کا منکر تھا، عورت کے وکیل نے دعوٰی کے ثبوت پر دو گواہ پیش کیے۔ دونوں گواہوں میں سے ایک نے مطالبہ کیا کہ میں عورت کا چہرہ دیکھ کر گواہی دوں گا، چنانچہ گواہ (چہرہ دیکھنے کے لیے) اور (عورت چہرہ دکھانے کے لیے) کھڑے ہوگئے یہ دیکھ کر شوہر کی غیرت کو جوش آگیا اور) اس نے کہا کہ آخر کس وجہ سے میری بیوی پر اجنبی مرد کی نظر ڈلوائی جارہی ہے؟ میں قاضی کے سامنے خود گواہی دیتا ہوں کہ میرے ذمّے میری بیوی کے مہر کے پانچ سو دینار خالص سونے کے واجب ہیں، مگر میری بیوی اپنا چہرہ ہرگز نہ دکھائے، (شوہر کی اس غیرت وحمیت کا عورت پر اس قدر اثر ہُوا کہ اس نے اسی وقت وہ سارا مہر

معاف کردیا، یہ عجیب واقعہ دیکھ کر قاضی صاحب نے حکم دیا کہ اس واقعہ کو مکارم اخلاق کے یادگار واقعات میں درج کیا جائے"۔[1]

## غیرت دینی کا عجیب واقعہ

قارئین محترم یہ واقعہ جو جناب نے ملاحظہ فرمایا یہ تو ایک مرد کی غیرتِ ایمانی کا واقعہ تھا وہ واقعہ بھی ملاحظہ فرماتے چلیں جو نسوانی غیرت کا ایک ایمان افروز واقعہ ہے۔

"سلطان عالمگیرؒ کی بیگم جہاں زیب بانو بیگم کے وائیں پستان کی جڑ میں ایک پھنسی نمودار ہوئی۔ اس زمانہ کے ڈاکٹر مارٹن فرنگی (انگریز) نے اپنی ایک رشتہ دار عورت کو حیدرآباد بلایا، مگر بیگم نے شرط لگائی کہ:

"اگر وہ عورت شرابی نہیں ہے تو میرے بدن کو ہاتھ لگا سکتی ہے ورنہ اندر نہ آئے"

معلوم ہوا کہ وہ چالیس سال سے شراب نوش ہے، ملکہ نے کہا:

"ایسی فاسقہ میرے بدن کو ہاتھ نہیں لگا سکتی"

آخر دو سال بیمار رہ کر ہی انتقال کرگئیں، لیکن فاسقہ سے علاج نہیں کرایا رحمہا اللہ تعالیٰ"[2]

## عیب گوئی سے احتراز

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۴ھ) تحریر فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| "قال بعض الادباء: اريد طلاق امرأتي، فقيل له لِمَ؟ فقال كيف اذكر عيب زوجتي، فلما طلقها قيل له لِمَ طلقتها؟ | ایک بزرگ نے کہا کہ میرا اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ ہے آپ سے سوال ہوا کہ کیوں طلاق دینا چاہتے ہیں؟ فرمایا: میں اپنی بیوی کے عیب کیسے |

[1] شعب الایمان للامام البیہقی ج ۶، ص ۳۱۴

[2] تاریخ اطباء عہد مغلیہ ص ۱۸۶

قال کیف اذکر عیب امرأۃ اجنبیۃ"۔[1]

ذکر کروں، جب اُنھوں نے بیوی کو طلاق دیدی تو سوال ہُوا کہ کیوں دی ؟ فرمایا اجنبیہ عورت کے عیب کیوں ذکر کروں ؟

## ایک عجیب نسب نامہ

حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمہ اللہ نے محدّثِ کبیر مُسَدَّدُ ابنِ مُسَرْھد رحمہ اللہ (م ۲۲۸ھ) کا نسب نامہ اس طرح نقل فرمایا ہے۔

"مُسَدَّدُ بن مُسَرْھَدُ بن مجرھد بن مسربل بن مغربل بن مرعبل بن مطربل بن ارندل بن سرندل بن غرندل بن ماسك بن مستورد"

آپ فرماتے ہیں کہ

"ان اسماء کے لطائف میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ اگر اِن کو لکھ کر بُخار زدہ شخص کے گلے میں لٹکا دیا جائے تو یہ انتہائی نفع مند تعویذ ثابت ہوتے ہیں (یعنی بخار چلا جاتا ہے) تجربہ سے ایسا ہی ثابت ہُوا ہے، نیز اگر ان کو بسم اللہ شریف کے ساتھ پڑھ کر بچھو کے کاٹے پر دم کیا جائے تو آرام آجاتا ہے"۔[2]

## صبر، فقر، فُتُوّت

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (م ۱۳۹۴/۱۹۷۴) حضرت شیخ منصور حلّاج رحمہ اللہ (م ۳۰۹) کے تذکرہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"صاحبِ جامع کرامات اولیاء نے اپنی اسی کتاب ص ۳۰۴ ج ۱ میں امام شعرانی کی کتاب المنن سے نقل کیا ہے کہ حسین بن منصور حلاج کی کرامات میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ ابن خفیف (جیل خانہ) میں ان کے پاس گئے اور پُوچھا کس حال میں ہو ؟ کہا اللہ تعالیٰ کی نعمتیں میرے اُوپر (نازل) ہیں ظاہر میں بھی اور باطن

---

[1] مرقاۃ ج ۶ ص ۳۴۸ طبع رشیدیہ کوئٹہ [2] بذل المجهود فی حل ابی داؤد ج ۱ ص ۲

میں بھی۔ پھر کہا کہ مَیں تم سے تین مسئلے (تصوف کے) پُوچھنا چاہتا ہوں کہا پوچھو

کہا صبر کسے کہتے ہَیں؟ ابن منصور نے کہا: صبر یہ ہَے کہ میں ان بیڑیوں کی طرف نظر کروں تو وہ ٹُوٹ جائیں، ابن خفیف کہتے ہَیں کہ ابن منصور نے یہ کہہ کر بیڑیوں پر نگاہ کی تو سب ٹوٹ کر کُھل گئیں (مگر باوجود اس قدر تصرف کے رات دن پیروں میں بیڑیاں ڈالے رکھتے تھے۔ تصرف کے ذریعہ ان کو الگ نہ کرتے تھے۔) اور دیوار (جیل خانہ پر نظر کی تو دیوار) پھٹ کر کھل گئی اور دفعتہً ہم دجلہ کے کنارے پہنچ گئے (مگر بایں ہمہ ہر وقت جیل خانے ہی میں رہتے تھے) اور کہا صبر یہ ہے۔

مَیں نے کہا فقر کیا ہے؟ تو ایک پتّھر پر نگاہ ڈالی وہ فوراً سونا اور چاندی بن گیا کہا یہ فقر ہے کہ باوجود اس (تصرف) کے میں ایک پیسے تک کا محتاج ہوتا ہوں جس سے (گھر میں جلانے کا) تیل خریدوں۔

مَیں نے کہا فتوت (و مردانگی) کسے کہتے ہَیں؟ کہا اس کو کل تم دیکھ لوگے، ابن خفیف کہتے ہَیں کہ جب رات آئی تو مَیں نے (خواب میں) دیکھا گویا قیامت قائم ہے اور ایک مُنَادِی پُکار رہا ہے حسین بن منصور حَلَّاج کہاں ہے؟ چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کے آگے کھڑے کیے گئے، اُن سے کہا گیا جو تجھ سے محبّت رکھے گا جنّت میں داخل ہوگا اور جو تجھ سے بغض رکھے گا دوزخ میں جائے گا۔ حلّاج نے کہا کہ (نہیں) یا رب سب کو بخش دیجیے۔ پھر میری طرف متوجّہ ہوئے اور کہا فتوت یہ ہے''۔[1]

علّامہ عثمانی رح حضرت منصور حلّاج رح کے حالات میں رقمطراز ہیں۔

''خطیب نے ابوعبدالرحمٰن سلمی کے حوالے سے روایت کیا کہ فارس بغدادی سے مَیں نے سُنا کہ جب حسین بن منصور حلّاج کو قید کیا گیا تو ٹخنوں سے گھٹنوں تک

---

[1] سیرت منصور حلاج ص۴۰

تیرہ بیڑیاں (لوہے کی) اُن کے پیروں میں ڈالی گئیں اس کے باوجود بھی وہ رات دن میں ایک ہزار رکعتیں پڑھتے تھے۔[1]

## اسلام اور ہندومت پر مناظرہ

"(اکبری دَور کے) راجہ مان سنگھ کے دربار میں سیّد اور برہمن دونوں جمع رہتے تھے ایک روز سیّد اور برہمن دونوں میں اسلام اور ہندو مذہب پر بحث ہونے لگی، (لیکن) کوئی (بھی) دوسرے کو اپنے مذہب کی فوقیت کا قائل نہ کرسکا۔ دونوں نے راجہ مان سنگھ سے کہا کہ اس بحث کو سُننے کے بعد وہ اپنی رائے کا اظہار کریں۔ راجہ مان سنگھ نے کہا: اگر میں اسلام کو ترجیح دوں تو لوگ کہیں گے کہ بادشاہِ وقت کی خوشامد میں ترجیح دے دی ہے اور اگر ہندومت کو ترجیح دوں تو جانب داری کا الزام آئے گا، لیکن جب لوگوں نے اصرار کیا تو اس نے کہا کہ مَیں کچھ اور تو نہیں جانتا ہوں لیکن یہ ضرور دیکھتا ہوں کہ ہندوؤں کا کوئی کتنا ہی بڑا صاحبِ کمال ہو وہ مرجاتا ہے تو وہ جلا دیا جاتا ہے اور اس کی خاک ہوا میں اُڑ جاتی ہے لیکن جہاں وہ جلایا جاتا ہے وہاں رات کو کوئی جاتا ہے تو اُس کو آسیب کا خطرہ رہتا ہے، لیکن اسلام کے بزرگوں کا یہ حال ہے کہ ہر شہر ہر قصبہ میں وہ ابدی نیند سو رہے ہیں۔ لوگ اُن کے مزار پر جاکر برکات حاصل کرتے ہیں اور طرح طرح کی مجلسیں منعقد کرتے رہتے ہیں۔"[2]

## تبدیل مذہب سے گریز

راجہ مان سنگھ جس کا اُوپر ذکر ہُوا باوجود صاحبِ کمال ہونے کے اور اسلام کی حقانیت جاننے کے مسلمان نہیں ہُوا۔ اس کی وجہ کیا ہوئی۔ اس کے متعلق صاحبِ "مآثر الامراء" تحریر فرماتے ہیں۔

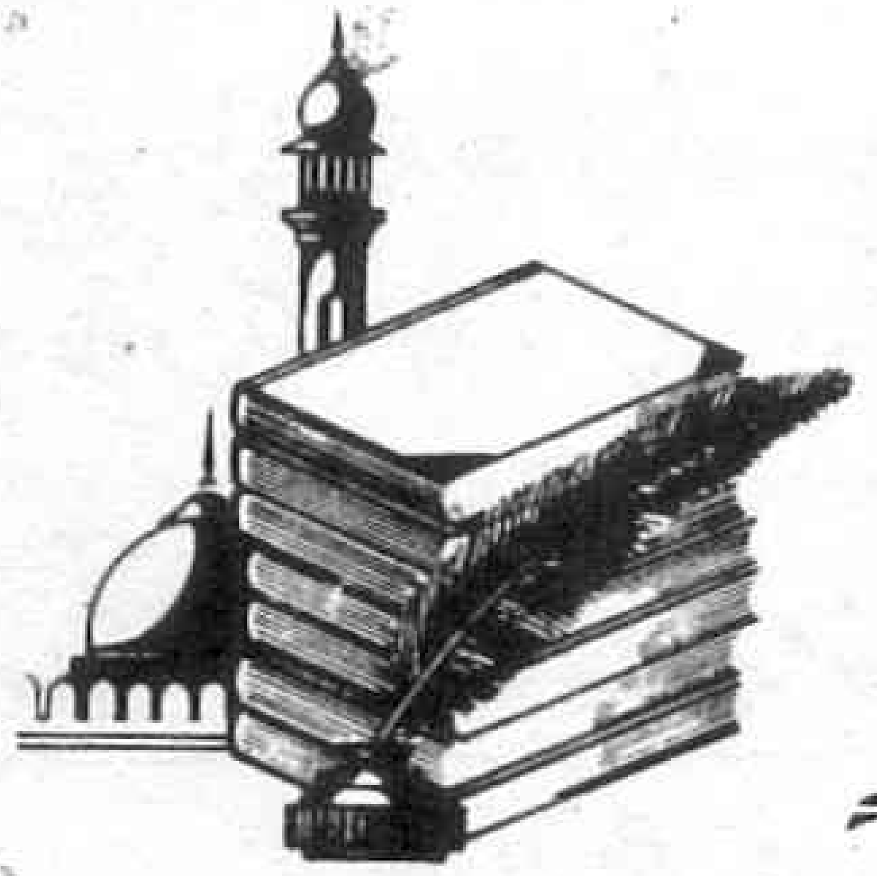
"راجہ مان سنگھ مُسلمانوں کے صاحب کمال درویشوں کی خدمت میں بھی حاضر ہُوا

---

[1] سیرت منصور حلاج ص۲۰ [2] مآثر الامراء ج ۳ ص ۶۹

(بقیہ بر صفحہ ۶۰)

تبصرے کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔



# تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب: شمائل ترمذی مع اُردو ترجمہ و شرح جلد دوم
افادات: حضرت مولانا عبدالحمید سواتی مدظلہ
مرتّب: الحاج لعل دین۔ ایم۔اے
صفحات: ۷۱۲
سائز: ۲۰×۲۶/۸
ناشر: مکتبہ دروس القرآن فاروق گنج گوجرانوالہ
قیمت: -/۱۶۰

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اسوۂ حسنہ اور اخلاق و عاداتِ مُبارکہ پر سب سے پہلے لکھی جانے والی کتاب، امام ترمذیؒ (م ۲۷۳ھ) کی شمائل ہے جو شمائلِ ترمذی کے نام سے معروف ہے۔ امام ترمذیؒ نے اپنی اس کتاب میں چھپن ابواب قائم فرمائے ہیں اور اُن کے تحت چار سو احادیث مُبارکہ ذکر فرمائی ہیں۔ "شمائل ترمذی" اپنی ثقاہت اور جامعیت کی بناء پر شروع ہی سے مدارسِ دینیہ میں داخلِ درس ہے۔ مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں شمائل ترمذی کا درس سالہا سال تک حضرت صُوفی عبدالحمید صاحب دامت برکاتہم دیتے رہے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب شمائلِ ترمذی مع اُردو ترجمہ و شرح آپ کے انہی درسی افادات پر مشتمل مجموعہ کی دوسری جلد ہے پہلی جلد میں شمائل کے پچیس ابواب کی تشریح پیش کی گئی تھی۔ دوسری جلد میں بقیہ اکتیس (۳۱) ابواب کی تشریح پیش کی گئی ہے، اس ترجمہ و تشریح پر ہم جلد اوّل کے تبصرہ میں اپنے تاثرات پیش کر چکے ہیں۔ یہ دوسری جلد بھی پہلی جلد کی طرح انتہائی

قیمتی اور اہمیّت کی حامل ہے۔ اُردو کے ذخیرۂ کتب میں راقم الحروف کی نظر سے شمائل کی اتنی ضخیم اُردو شرح نہیں گذری، حسبِ سابق کتابت و طباعت عمدہ اور قیمت نہایت مناسب ہے۔

○

نام کتاب : **نصرت الحدیث**

تصنیف : حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رح

صفحات : ۲۲۰

سائز : ۳۶×۲۳ / ۱۶

ناشر : زمزم پبلشرز۔ نزد مقدس مسجد اُردو بازار کراچی

قیمت : ۸۰/-

زیرِ تبصرہ کتاب "نصرت الحدیث" محدثِ جلیل حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی معرکہ آرا کتاب ہے، یہ کتاب کیوں لکھی گئی اور یہ کس اہمیّت کی حامل ہے۔ اس کے متعلق مولانا اعظمی رح کے خلف الرشید مولانا رشید احمد صاحب کا تحریر کردہ پیش لفظ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

مولانا تحریر فرماتے ہیں۔

"انگریزی دورِ حکومت میں اسلام اور تعلیماتِ اسلام کے خلاف بہت سارے فتنے سامنے آئے اور اُن کی شدّت کا یہ حال تھا کہ مسلمانوں میں بھونچال کی صورت پیدا کر دی۔ ان فتنوں میں ایک بڑا فتنہ منکرینِ حدیث کا تھا، جو بڑی قوت سے یہ پروپیگنڈہ کر رہے تھے کہ ہماری رہنمائی کے لیے قرآن کافی ہے، حدیث نبوی کی ضرورت نہیں کیونکہ حدیث کا عظیم الشان ذخیرہ قابلِ اعتماد نہیں ہے، پھر اس موضوع پر بہت ساری کتابیں لکھی گئیں اور مسلمانوں میں پھیلائی گئیں اور کوئی شبہہ نہیں کہ مسلمانوں کا ایک طبقہ جو جدید علم سے گو آراستہ تھا مگر کتاب و سُنّت کی تعلیم سے قطعاً بے بہرہ تھا۔ اس گمراہ فرقہ کے دھوکہ میں آنے لگا تھا۔

اس وقت ضرورت محسوس ہوئی کہ منکرینِ حدیث کے غلط پروپیگنڈے کی تردید کی جائے اور حجیتِ حدیث پر قلم اُٹھایا جائے اور عام مسلمان خصوصاً اہلِ علم طبقہ کو اس گمراہی سے بچایا جائے۔ اس نازک موقع پر والد محترم امیر الھند محدّث کبیر حضرت مولانا

ابو المآثر حبیب الرحمٰن صاحب الاعظمی شیخ الحدیث مدرسہ مرقاۃ العلوم مئو نے "نصرۃ الحدیث" کے نام سے ایک محققانہ کتاب تصنیف فرمائی جو طبقہ علماء میں کافی مقبول ہوئی اس وقت کے سب سے بڑے عالمِ دین حکیم الامّت حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے پڑھ کر تحریر فرمایا تھا کہ آپ نے عظیم خدمت انجام دی ہے اور شاید ایسی تحقیقی کتاب کوئی دوسرا عالم نہیں لکھ سکتا تھا، خدمتِ حدیث کا آپ نے پورا حق ادا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا کرے۔

چنانچہ پہلی دفعہ یہ کتاب (نصرۃ الحدیث) ۱۹۳۴ء میں شائع ہوئی تو ہاتھوں ہاتھ لی گئی اور منکرین حدیث کے پھیلے ہوئے فتنہ پر آہنی دیوار ثابت ہوئی اور اس کا زور ٹوٹنے لگا اس وقت اُس کے مسلسل دو ایڈیشن شائع ہوئے، حدیث کی حجیت اور اہمیّت و فضیلت پر بہت مؤثّر ثابت ہوئی اس کتاب کے مطالعہ سے بہت سارے مسلمانوں نے انکار حدیث نبوی سے توبہ کی اور منکرینِ حدیث کی کتابوں سے جو تذبذب اور شکوک و شبہات اُن کے دلوں میں پیدا ہو چکے تھے اس دلدل سے صحّت و سلامتی کے ساتھ نکل آئے اور حدیثِ نبوی کی صحت اور اس کی ضرورت پر ایمان و یقین پختہ ہو گیا۔

ادھر عرصہ دراز سے اس کا ایڈیشن ختم تھا۔ بعض اہلِ علم کا تقاضا تھا کہ اسے پھر سے چھپوایا جائے تاکہ مسلمانوں کا نوجوان طبقہ اس کتاب کو پڑھے اور وہ کسی گمراہ کرنے والے کے دھوکہ فریب میں نہ آنے پائے اس کتاب کی اہمیّت و ضرورت کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کی کتابت شروع کرادی اب وہ طبع ہو کر آپ کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہے خدا کرے جدید تعلیم یافتہ حضرات اور دوسرے عوام و خواص مسلمان اس کا مطالعہ کریں، تاکہ آئندہ زندگی میں وہ کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو سکیں۔

دُعا ہے کہ رب العٰلمین ہماری اس علمی و دینی اور اصلاحی خدمت کو قبول فرمادے، اور مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کا موقع عنایت فرمائے۔"

اسی کتاب کے ہندوستانی نسخہ کا عکس لے کر زمزم پبلشرز کراچی نے اسے شائع کیا ہے، منکرین حدیث کے فتنہ سے دوچار حضرات کے لیے بالخصوص اور علماء و طلبا کے لیے علی العموم یہ کتاب نہایت مفید و کار آمد ہے۔

نام کتاب : بخاری شریف غیر مقلّدین کی نظر میں
تصنیف : مولانا عبدالقدوس قارن
صفحات : ۶۴
ناشر : عمر اکادمی نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
قیمت : ۱۸/

غیر مقلّدین حضرات بخاری شریف سے عقیدت و محبّت کے دعوے دار اور اس پر عمل کے مدعی ہیں۔ ان کا ہر وقت یہ تقاضا ہوتا ہے کہ حدیث بخاری شریف سے دکھائی جائے اگر حدیث بخاری شریف میں مل جائے تو ٹھیک ورنہ نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ غیر مقلّدین کی بخاری شریف سے عقیدت اور اس پر عمل کا دعوٰی زبانی جمع خرچ سے زیادہ کوئی حیثیّت نہیں رکھتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اُنھیں بخاری شریف سے اُن کے موقف کے خلاف کوئی حدیث یا امام بخاریؒ کا کوئی اجتہاد دکھایا جاتا ہے تو وہ اُسے ماننے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ اس حقیقت کی صداقت کو معلوم کرنے کے لیے زیرِ تبصرہ رسالہ "بخاری شریف غیر مقلدین کی نظر میں" کا مطالعہ کافی ہے۔ یہ رسالہ ترجمان اہلِ سُنّت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب دامت برکاتہم کے صاحبزادے مولانا عبدالقدوس قارن صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ یہ رسالہ دو ابواب پر مشتمل ہے، پہلے باب میں غیر مقلّدین کے امام بخاریؒ سے اختلافات ذکر کیے گئے ہیں، اور دوسرے باب میں غیر مقلدین کے بخاری شریف کے بارے میں نظریات ذکر کیے گئے ہیں۔ رسالے کے مندرجات سے جزوی اختلاف کے باوجود مجموعی طور پر رسالہ مفید و کار آمد ہے۔

○

نام کتاب : الصراط السوی فی حیاۃ النبیؐ المعروف عقیدہ حیات انبیاء کرام
مرتّب : حافظ مجیب الرحمٰن اکبری
صفحات : ۳۲
ناشر : انجمن محبانِ توحید و سُنّت ڈیرہ اسماعیل خان
قیمت : ۱۵/

حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ جو شروع سے اجماعی چلا آرہا ہے بدقسمتی سے اس دور میں اُسے اختلافی اور متنازع مسئلہ بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اکابر علماء اہل سنّت نے اس مسئلہ سے متعلق بہت سی کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ زیرِ تبصرہ رسالہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اس رسالہ میں مصنّف نے کتاب و سنّت کے حوالے سے اس مسئلہ کے مثبت و منفی دونوں پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ رسالہ گو مختصر ہے تاہم اس سلسلہ کی ایک اچھی کاوش ہے۔

○

کتاب : ارشاداتِ اکابر

افادات : حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ

صفحات : ۲۱۶

سائز : ۳۶×۲۳ / ۱۶

ناشر : ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

قیمت :

حضرت مولانا تقی عثمانی دامت برکاتہم کا معمول ہے کہ آپ کراچی میں ہفتہ میں ایک دن عوام النّاس کے سامنے اصلاحی وعظ فرماتے ہیں، اس وعظ میں جہاں آپ کتاب و سنّت کی تشریح بیان فرماتے ہیں وہیں اکابر علماء اہلِ سنّت کے نہایت قیمتی ارشادات و فرمودات بھی نقل فرماتے ہیں۔

پیشِ نظر کتاب "ارشاداتِ اکابر" اکابر علماء اہلِ سنّت کے انہی قیمتی ارشادات و فرمودات کا مجموعہ ہے جو مولانا محمد اسحاق صاحب مالک ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ کے مولانا عثمانی کے "اصلاحی خطبات" سے انتخاب کر کے کتابی شکل میں شائع فرمایا ہے۔

کوئی شک نہیں کہ اکابر کے یہ ارشادات و فرمودات نہایت قیمتی، اثر انگیز اور سبق آموز ہیں، انداز اس قدر دلکش ہے کہ شروع کر کے جب تک ختم نہ کرلیں چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا، زندگی کو سنوارنے اور بامقصد بنانے کیلئے یہ ارشادات ایک راہنما اور مصلح کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ویسے بھی اللہ تعالیٰ نے اکابر کے ارشادات میں برکت رکھی ہے اس لحاظ سے انکا مطالعہ موجبِ برکت بھی ہے۔ کتاب کی کتابت و طباعت جدید معیار کے مطابق اور نہایت خوبصورت ہے، گردپوش جلد ہے۔ قارئین اس سے ضرور استفادہ فرمائیں۔ (ن - ا)

# اخبار الجامعہ

**محمد عابد، متعلم جامعہ مدنیہ**

○ ۲۰ شوال المکرم ۱۴۱۹ھ، فروری ۱۹۹۹ء بروز اتوار سے جامعہ کے لیے تعلیمی سال ۲۰-۱۴۱۹ھ کی تعلیمی سرگرمیوں کا آغاز ہوا۔

○ ۲۴ شوال المکرم بروز جمعرات جامعہ کی مسجد میں ایک اصلاحی تقریب منعقد ہوئی تقریب کا آغاز قاری محمد ادریس صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعد ازاں حضرت نائب مہتمم صاحب نے طلبہ سے خطاب فرمایا۔

○ ۲۸-۲۹ شوال المکرم کو جامعہ میں بہت سے مہمانانِ گرامی تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب مدظلہم اور نائب مہتمم صاحب مدظلہم سے ملاقاتیں کیں، خاص طور پر مندرجہ ذیل حضرات قابلِ ذکر ہیں۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم، مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہم (بھکر)، مولانا محمد خان شیرانی صاحب (ایم۔این۔اے) مولانا عبدالغفور حیدری صاحب سابق ایم این اے مرکزی جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام، مولانا عبدالغنی صاحب (ایم پی اے) حافظ فضل محمد سینیٹر، مولانا امیر زمان صاحب سینیئر وزیر پی اینڈ ڈی بلوچستان، مولانا نصیب اللہ صاحب ڈپٹی سپیکر بلوچستان، مولانا عبدالواسع صاحب (ایم پی اے) مولانا اللہ داد خیرخواہ صاحب وزیر زراعت لائیو سٹاک بلوچستان، حاجی بوام خان اچکنزئی وزیر اریگیشن بلوچستان، عبدالخالق وڈیرہ وزیرِ صحت بلوچستان مولوی نور محمد سابق ایم پی اے، ڈاکٹر نور محمد کاکڑ کوئٹہ بلوچستان، حافظ حسین احمد صاحب سابق سینیٹر مولانا محمد صدیق شاہ صاحب سابق (ایم این اے) بلوچستان، مولانا غلام قادر بھلوار مدظلہ سندھ، مولانا سید سراج احمد شاہ امروٹی مدظلہم سندھ، حاجی نثار احمد میمن صاحب شکارپور سندھ حاجی صالح محمد صاحب شکارپور سندھ، مولانا محمد ادریس صاحب شیرگڑھ مردان، قاری سعید صاحب خوشاب

○ یکم ذیقعدہ کو حضرت مولانا محمد کثیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے داماد اور ڈپٹی کمشنر گلگت جناب یوسف صحرائی صاحب جامعہ تشریف لائے اور حضرت نائب مہتمم صاحب سے ملاقات کی نیز دوپہر کے کھانے پر دعوت میں شرکت کی۔

○ ۴ ذیقعدہ کو اردو ڈائجسٹ لاہور کے نائب مدیر جناب محسن فارانی صاحب تشریف لائے اور

حضرت نائب مہتمم صاحب سے ملاقات کی اور کافی دیر مختلف اُمور پر تبادلہ خیال کیا۔

○ ۶؍ ذیقعدہ کو کراچی سے بھائی آفتاب صاحب تشریف لائے اور ایک دن جامعہ میں قیام کیا اگلے روز واپس تشریف لے گئے۔

○ ۷؍ ذیقعدہ بروز بدھ جامعہ کے سالانہ امتحان منعقدہ رجب المرجب ۱۴۱۹ھ میں کامیاب ہونے والے طلباء کو انعامات دینے کے لیے ایک تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب کا آغاز قاری محمد ادریس صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعد ازاں حضرت مولانا سیّد رشید میاں صاحب مدظلہم مہتمم جامعہ مدنیہ نے طلبہ سے خطاب فرمایا اور طلبہ کو انعامات دیئے اور دُعا فرمائی۔

○ ۱۱؍ ذیقعدہ کو کراچی سے بھائی سلیم صاحب (ماڈرن کیمیکل والے) تشریف لائے اور حسب معمول جامعہ میں قیام فرمایا۔

بقیہ : حاصلِ مطالعہ

کرتا تھا۔ ایک بار بنگال جا رہا تھا تو راستہ میں مونگیر کے ایک بزرگ شاہ دولت کی خدمت میں حاضر ہوا، شاہ دولت نے اسکے اوصاف سے متأثر ہوکر کہا کہ اس دانش و فہم کے بعد کیوں مسلمان نہیں ہوجاتے ہو، راجہ مان سنگھ نے کہا کلام الٰہی میں تو کہہ دیا گیا۔ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اسی کی مُہر لگی ہوئی ہے۔"[1]

**حیرت انگیز خبر**

**چار ماہ کی بچی حاملہ نکلی**

ہنوئی (رائٹر) ویت نام کی چار ماہ کی بچی کے بارے میں جسے پیٹ درد ہونے کی شکایت کے باعث ہسپتال میں داخل کیا گیا تھا ایک ماہر سرجن نے انکشاف کیا ہے کہ وہ جڑواں بچوں کی حاملہ ہے ہسپتال کے سرجن تران ڈانگ نے بتایا کہ بچی کی والدہ کے رحم میں تین انسانی جرثومے پرورش پارہے تھے لیکن جب اس کی ماں حاملہ ہوئی تو اس وقت دو جرثومے بچی کے پیٹ کے اندر چلے گئے جو بچی کی پیدائش کے وقت اس کے پیٹ کے اندر ہی پرورش پا رہے تھے

روزنامہ جنگ لاہور ۲۴؍ فروری ۱۹۹۹ء ص۱ کالم نمبر ۴

[1] مآثر الامراء ج ۲ ص۱۷۰

# بزمِ قارئین

میرے پیارے، مکرمی و محترمی !

مولانا سیّد محمود میاں صاحب

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خط لکھنے کا ضروری مقصد یہ ہے کہ آپ صاحبان ہمیں بھی اپنی دُعاؤں میں یاد کیا کریں۔
ایک ضروری بات بلکہ مؤدبانہ التماس ہے کہ اس رسالہ میں ایک اعلان چھپتا ہے۔ سات خریدار بنانے والے کے لیے ایک سال کے لیے رسالہ کا مفت اجراء۔ اس اعلان کے بارے میں میری عرض یہ ہے کہ ہم تو ویسے بھی کسی طمع کے بغیر اور کوئی صلہ مانگنے کے بغیر یہ کوشش کرتے ہیں کہ اس کی اشاعت بھی بڑھے اور دعوت و تبلیغ بھی بڑھے اور اس سے لوگوں کو دینی معلومات بھی حاصل ہوں تو اس کام کے لیے ہمیں اگر صلہ چاہیے وہ خدا کی رضا اور آپ لوگوں کی دُعائیں اور بس۔

کیونکہ آپ صاحبان نے جو اس مقصد کے لیے اپنی زندگیاں وقف کی ہیں اس میں صرف آپ کی نہیں اس میں ہماری بلکہ سارے عالم کی بھلائیاں ہیں تو جو کوئی آپ صاحبان کے اس کام میں کچھ تھوڑی سی اپنی بس کے مطابق حصہ ڈالتا ہے تو وہ کوئی صلہ مانگے گا؟ میرے خیال میں آپ کے عقیدت مندوں میں مشکل سے بھی کوئی ایسا نہیں ملے گا جو کہ اس نیک کام کا اس دُنیا میں دُنیاوی صلہ مانگے اور میرے خیال میں اس اعلان کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

میرے اتنی ساری بات لکھنے کا ایک اور مقصد یہ بھی ہے کہ ہم چونکہ اپنے دوست احباب کو یہ رسالہ جاری کرنے کے لیے ترغیب (دعوت) دیتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ یہ رسالہ جامع اور حد درجہ منافع والا ہے تو اس میں بعض دوست اس رسالہ کا نمونہ بھی مانگتے ہیں تو وہ پڑھ کر تعریف کے بغیر تو نہیں رہتے، لیکن ہمیں ایک خدشہ ضرور ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ ان کے گمان میں آتے کہ یہ تو

اپنے معمولی فائدہ کے لیے ہمیں رسالہ جاری کرنے کی ترغیب دیتے ہیں تو میرے خیال میں اس سے ہمیں ترغیب میں رکاوٹ پیش آسکتی ہے۔

تو اگر آپ صاحبان اپنی دانش کے مطابق یہ اعلان ٹھیک ہے تو ہمیں اعتراض بھی نہیں ہے بلکہ ہم یہ سمجھیں گے کہ یہ صرف ہماری خام خیالی ہے۔ اور آپ صاحبان سے اس گستاخی پر معافی بھی چاہیں گے اور کسی طرح بھی خفا نہ ہوں گے اور اپنا بھی اخلاص جاری رکھیں گے۔ ہماری تو اتنی سوچ نہیں جتنی آپ لوگوں کی ہے۔ آپ صاحبان بہتر سمجھتے ہیں۔ بس ناراض نہ ہونا۔

ایک بار پھر التماس ہے کہ ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں ہمیشہ یاد کیا کریں۔ ہم بھی دعاگو ہیں

والسّلام

آپ صاحبان کے لیے دعاگو

محمود احمد ولد حاجی امان اللہ خان۔ سکنہ لنڈیواہ ضلع وتحصیل لکی مروت

○

محترم محمود احمد صاحب زاد اللہ اقبالکم

سلام مسنون

اُمّید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے جامعہ مدنیہ اور انوارِ مدینہ کے بارے میں آپ کی کوششیں اور جذبات قابلِ قدر ہونے کے ساتھ ساتھ قابلِ تقلید بھی ہیں۔

سات خریدار فراہم کرنے کی صورت میں ایک سال کے لیے رسالہ کا مفت اجرا بطور انعام اور حوصلہ افزائی کے لیے ہوتا ہے جبکہ بعض مخلص ایسے ہوتے ہیں جو رسالہ پڑھنا بھی چاہتے ہیں اور خرید بھی نہیں سکتے اُن کی سہولت کے لیے یہ طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے تاکہ رسالہ کی اشاعت بھی بڑھے اور ایسے حضرات محروم بھی نہ رہیں۔

والسّلام

خواستگارِ دعا

محمود میاں غفرلہ خادم جامعہ مدنیہ

○

# اراکینِ جامعہ مدنیہ کی زیرِ نگرانی گائے کی قربانی کا بندوبست کیا جارہا ہے۔ جو حضرات حِصّہ لینا چاہیں

# فوری طور پر رابطہ فرمائیں

الداعی

مولانا شیر محمّد۔ قاری غلام رسول منشی محمّد یونس

مدینہ مسجد کریم پارک لاہور، فون

نوٹ

قربانی کی کھالوں کا بہترین مصرف آپ کا اپنا مدرسہ

## جامعہ مدنیّہ کریم پارک لاہور